آیاتہا ۵۴ سُوْرَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ ۳۴ رکوعاتہا ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي
الْاٰخِرَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَ مَا
يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَ هُوَ الرَّحِيْمُ
الْغَفُوْرُ ۝۲ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ
لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳
لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ
رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ وَ الَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَ يَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ يَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۶ وَ قَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ
لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر سورالتی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۹

"سب تعریفیں اللہ کے لئے جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کا جو زمین میں ہے اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں آخرت میں اور وہی بڑا دانا، ہر بات سے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے۔ نیز وہ جانتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو آسمان کی طرف عروج کرتا ہے اور وہی ہمیشہ رحم فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اور کفار کہتے ہیں ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرمایئے ضرور آئے گی مجھے اپنے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے! تم پر قیامت ضرور آئے گی۔ نہیں چھپی ہوئی اس سے ذرہ برابر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چھوٹی چیز ذرہ سے اور نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ کتاب مبین میں (درج) ہے۔ (قیامت آئیگی) تاکہ اللہ تعالیٰ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ یہی وہ (نیک بخت) لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور رزق کریم ہے۔ اور جو (بدبخت) کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہماری آیتوں کو جھٹلا کر ہمیں ہرا دیں، یہی ہیں جن کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔ اور جانتے ہیں وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا کہ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے آپ کے رب کی طرف سے وہی (عین) حق ہے اور عزت والے، سب خوبیوں سراہے (خدا) کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور منکرین (قیامت) کہتے ہیں (اے یارو!) کیا ہم پتہ بتائیں تمھیں اس شخص کا جو تمھیں خبردار کرتا ہے کہ جب تم (مرنے کے بعد) ریزہ ریزہ کردیئے جاؤ گے تو تم از سر نو پیدا کیے جاؤ گے؟ یا تو اس نے (یہ کہہ کر) اللہ پر جھوٹا بہتان لگایا ہے یا یہ دیوانہ ہے۔ (میرا حبیب نہ مفتری ہے اور نہ دیوانہ) بلکہ وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ (کل) عذاب میں اور (آج) دور کی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ کیا انھیں نظر نہیں آتا کہ انہیں آگے اور پیچھے سے آسمان اور زمین نے گھیر رکھا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو دھنسا دیں انھیں زمین میں یا گرا دیں ان پر چند ٹکڑے آسمان سے۔ درحقیقت اس میں (کھلی) نشانی ہے ہر اس بندے کے لئے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر میں حکیم اور مخلوق سے باخبر ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بارش کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور اس نباتات کو جانتا ہے جو زمین سے نکلتی ہے۔ جو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور جو آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کیوں نہیں میرا رب جو عالم الغیب ہے وہ قیامت ضرور تم پر لائے گا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان کے لیے گناہوں سے بخشش اور جنت میں معزز رزق ہے۔ جنھوں نے ہماری آیات میں کوشش کی وہ عاجز نہیں کر سکتے۔ ان کے لیے دردناک تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھیں حکمت دی گئی من قبل یعنی اہل کتاب میں سے مومن۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے مراد قریش کے مشرک ہیں۔ وہ مشرک کہتے ہیں جب تمھیں زمین کھا جائیگی اور تم ہڈیاں اور چورہ ہو جاؤ گے اور درندے اور پرندے تمھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ ارشاد فرمایا تمھیں ضرور زندہ رکھا جائیگا اور دوبارہ اٹھایا جائیگا۔ ان مشرکوں نے نبی کی تکذیب کرتے ہوئے یہ کہا کہ یا تو یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے یا یہ مجنوں ہے۔ فرمایا اگر تو اپنے دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے دیکھے تو تو زمین و آسمان دیکھے۔ اگر ہم چاہتے تو انھیں بھی زمین میں دھنسا دیتے جیسے ان سے پہلوں کو زمین میں دھنسایا۔ کِسَفًا کا معنی ٹکڑا ہے۔ اگر وہ آسمان سے انھیں عذاب دینا چاہے تو ایسا کر گزرے۔ اگر زمین کے ساتھ عذاب دینا چاہے تو ایسا کر دے۔ اس کی تمام مخلوق اس کا لشکر ہے قتادہ نے کہا حضرت حسن بصری کا قول ہے بے شک جھاگ بھی اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ہے۔ قتادہ نے عَبْدٍ مُّنِیْبٍ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا توبہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ۔ (3)

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۙ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾

"بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے بڑی فضیلت بخشی۔ (ہم نے حکم دیا) اے پہاڑو! تسبیح کہو اس کے ساتھ مل کر اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا نیز ہم نے لوہے کو اس کے لئے نرم کر دیا۔ (اور حکم دیا) کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور (ان کے) حلقے جوڑنے میں اندازے کا خیال رکھو۔ اور (اے آلِ داؤد!) نیک کام کیا کرو، بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو میں انھیں خوب دیکھ رہا ہوں"۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 56 (2890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 75-74، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 78-75

marfat.com
Marfat.com

اَوِّبِیْ مَعَهٗ کا معنی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔(1)

ابن جریر نے ابومیسرہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشیوں کی زبان میں حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کرو۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ابوعبدالرحمٰن رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آپ کے ساتھ پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور فرشتوں کو حکم دیا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح بیان کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح بیان کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے کہ انھوں نے لفظ الطَّيْرَ کو منصوب پڑھا ہے کیونکہ جملہ کا عطف جملہ پر ہے سَخَّرْنَا لَهُ الطَّيْرَ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے اس کے لیے لوہے کو مٹی کی طرح نرم کر دیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے لوہے کے حلقے بناتے جاتے جس طرح مٹی میں کام کیا جاتا ہے۔ لوہے کو آگ میں داخل کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، ہتھوڑے سے اس پر ضربیں نہیں لگاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ کام کیا۔ اس سے قبل لوہے کے پترے سے ہوتے جن سے وہ دشمنوں سے اپنی حفاظت کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے معنی نقل کیا ہے: لوہا آپ کے ہاتھ میں آٹے کی طرح ہو جاتا۔ اس سے آپ زرہیں بناتے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس سے سرد کا معنی لوہے کے حلقے نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سرد سے مراد وہ کیل ہیں جو حلقوں میں ہوتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کیلوں کو باریک نہ کرو، حلقوں کو کھلا رکھو تا کہ ان میں تسلسل رہے۔ کیلوں کو گاڑا نہ کرو کہ حلقے تنگ ہو جائیں کہ وہ ٹوٹ جائے، اسے اندازے کا بناؤ۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کیلوں اور حلقوں کو اندازے سے بناؤ۔ کیل کو بہت باریک نہ کرو تا کہ تسلسل جاری رہے، نہ اسے زیادہ کھلا رکھو کہ ٹوٹ جائے۔(6)

امام حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن شوذب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 79 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 459 (3583)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82

marfat.com
Marfat.com

کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ تیار کرتے اور اسے چھ ہزار درہم میں بیچتے۔ دو ہزار آپ کے لیے اور آپ کے گھر والوں کے لیے اور چار ہزار درہموں سے بنو اسرائیل کے حواریوں کو کھانا کھلاتے۔ (1)

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

''اور ہم نے مسخر کر دی سلیمان کے لئے ہوا۔ اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی ایک منزل ایک ماہ کی ہوتی اور ہم نے جاری کر دیا ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اور کئی جن (انکے تابع کر دیئے) جو کام میں جتے رہتے ان کے سامنے ان کے رب کے اذن سے اور جو سرتابی کرتا ان میں سے ہمارے حکم (کی تعمیل) سے تو ہم اسے چکھاتے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب''۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ کی قرأت کی اور حاء پر رفع دیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: صبح وہ ایک ماہ کی مسافت پر جاتے اور شام کو ایک ماہ کی مسافت سے واپس آتے۔ یہ سب ایک دن میں ہوتا۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہوا کی رفتار دن میں دو ماہ کی مسافت ہوتی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب گھوڑوں نے غافل کر دیا تو آپ کی عصر کی نماز رہ گئی۔ تو آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر غضبناک ہوئے۔ آپ نے گھوڑوں کے پاؤں کاٹ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ بہتر چیز عطا فرمائی۔ ہوا کو تیز چلایا۔ ہوا آپ کے حکم سے چلتی تھی جیسے آپ چاہتے تھے۔ صبح وہ آپ کو ایک ماہ کی مسافت تک لے جاتی اور شام کو ایک ماہ کی مسافت سے واپس لاتی۔ وہ صبح بیت المقدس سے چلتے، قریا میں قیلولہ کرتے، قریا سے چلتے تو کابل میں رات گزارتے۔ (4)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت مالک کی روایت میں حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اصطخر سے ہوا پر سوار ہوتے۔ بیت المقدس میں کھانا کھاتے۔ پھر واپس لوٹتے اور رات کا کھانا اصطخر میں کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے چلتے اصطخر میں قیلولہ کرتے۔ پھر اصطخر سے چلتے اور قلعہ خراسان میں قیلولہ کرتے۔

1۔ نوادر الاصول، باب فضائل سلیمان علیہ السلام، صفحہ 112، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 83

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 335 (31850)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قطر سے مراد تانبا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں تانبے کا چشمہ عطا کیا۔ وہ یوں بہتا تھا جیسے پانی بہتا ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

فَاَلْقٰى فِیْ مَرَاجِلٍ مِنْ حَدِیْدٍ   قُدُوْرَ الْقِطْرِ لَیْسَ مِنَ الْبِرَامِ

"اس نے تارکول کی ہانڈیوں کو لوہے کی ہانڈیوں میں ڈالا وہ پتھر کی ہانڈیاں نہ تھیں"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تانبے کا چشمہ تھا جو یمن میں تھا۔ آج لوگ جس تانبے سے چیزیں بناتے ہیں یہ اسی میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے نکالا تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین دن کے لیے تانبے کو بہایا جیسے پانی بہتا ہے۔ پوچھا گیا کہاں تک اسے بہایا گیا؟ فرمایا میں نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین دن تک تانبا بہایا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْقِطْرِ سے مراد تانبا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کوئی بھی اس پر قادر نہ ہوا۔ لوگ اسی تانبے سے چیزیں بنا رہے ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْقِطْرِ سے مراد تانبا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام جن آپ کے لیے مسخر نہیں کیے گئے تھے جیسے تم سنتے ہو۔ وَ مَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں جن امور کا حکم دیتے تھے جن ان سے انحراف کرتے تھے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مِنْهُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے کچھ ایسے تھے۔

یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَ تَمَاثِیْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 59 (2401)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 84

marfat.com
Marfat.com

''وہ بناتے آپ کے لیے جو آپ چاہتے پختہ عمارتیں، مجسمے، بڑے بڑے لگن جیسے (کہ وہ) حوض ہوں اور بھاری دیگیں جو چولہوں پر جمی رہتیں۔ اے داؤد کے خاندان والو! (ان نعمتوں پر) شکر ادا کرو اور بہت کم ہیں میرے بندوں سے جو شکر گزار ہیں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ پیتل اور سنگ مرمر سے یہ چیزیں بناتے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِيبَ سے مراد ایسے مکانات جو محلات سے چھوٹے ہوں، تانبے کے مجسمے اور بڑے پیالے جیسے زمین میں گڑھا ہو۔ اور بڑی بڑی ہانڈیاں یعنی دیگیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَّحَارِيبَ سے مراد محلات، تَمَاثِيلَ سے مراد صورتیں اور بڑے پیالے جیسے زمین میں گڑھا ہو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِيبَ سے مراد محلات اور مساجد ہیں۔ تَمَاثِيلَ یعنی سنگ مرمر اور پیتل کے مجسمے اور بڑے پیالے جیسے حوض ہوں اور ایک ہی جگہ رکھی ہوئی ہانڈیاں جنہیں اپنی جگہ سے نہ ہلایا جا سکے۔ یہ یمن کے علاقہ میں دیکھی جاتی تھیں۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تانبے کے مجسمے بنائے۔ عرض کی اے میرے رب! اس میں روح پھونک کیونکہ یہ خدمت میں بڑے قوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونک دی۔ وہ مجسمے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت کرتے تھے۔ اسفید یاران میں سے ہی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا۔(3)

ابن جریر، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِيبَ سے مراد مساجد، تَمَاثِيلَ سے مراد تصاویر اور ایسے پیالے جو اونٹوں کے بڑے حوضوں جیسے ہوں۔ اور بڑی بڑی ہانڈیاں جنہیں وہ پہاڑوں سے تراشتے تھے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایسے بڑے پیالے جو زمین کے گڑھے کی طرح اور بڑی بڑی ہانڈیاں۔ یہ بڑے چولھے انہیں کے تھے۔(5)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ کے بارے میں بتائیے فرمایا جیسے وسیع حوض۔ ایک پیالہ ایک اونٹ کو کافی ہو جاتا۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے طرفہ بن عبد کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 87-84، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 87-85

3۔ نوادر الاصول، صفحہ 112، دار صادر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89-85

5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 86

marfat.com
Marfat.com

كَالْجَوَابِ لَا هِيَ مُتْرَعَةٌ لِقِرَى الْأَضْيَافِ أَوْ لِلْمُحْتَضَرِ

''وہ بڑے حوضوں کی مانند ہیں وہ چھلک نہیں رہے مہمانوں کی ضیافت کے لیے یا جس کی موت کا وقت قریب ہے''۔

یہ بھی کہا:

يُجْبَرُ الْمَحْرُوبُ فِينَا مَالَهُ بِقِبَابٍ وَّجِفَانٍ وَّخُدَمٍ

''ہم میں مصیبت زدہ اپنا مال قبوں، بڑے پیالوں اور خادموں کے ساتھ پورا کرتا ہے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے كَالْجَوَابِ کا معنی حوض ہیں اور قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ سے مراد بڑی ہانڈیاں ہیں جو اپنی جگہ سے نہیں ہلائی جاسکتیں۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ سے مراد ایسی ہانڈیاں ہیں جو الٹائی جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الحمد للہ کہو۔(1)

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ثابت بنانی سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے گھروں میں اپنی عورتوں اور بچوں پر نماز کو تقسیم کر دیا۔ رات اور دن میں سے کوئی وقت نہیں ہوتا تھا مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد نماز ادا کر رہا ہوتا۔ یہ آیت ان سب کو شامل ہے۔(2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان سے کہا اللہ تعالیٰ نے شکر کا ذکر کیا ہے تو میرے لیے دن کے وقت کی عبادت کے لیے کافی ہو جا، میں تیرے لیے رات کی عبادت کو کافی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت سلیمان نے کہا میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ کہا میرے لیے دن کی نماز کو کافی ہو جا تو وہ اس کے لیے کافی ہو گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شکر اللہ کا تقویٰ ہے اور عمل اس کی اطاعت ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے فضیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرا کیسے شکر ادا کروں جبکہ شکر بذات خود تیری نعمت ہے؟ فرمایا اب تو نے میرا شکر ادا کیا جب تو نے یہ جان لیا کہ نعمتیں میری جانب سے ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے زہد میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مغیرہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 114 (4478)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما جاء فی ذکر داؤد علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 342 (31889)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسا ہے جس نے آج کی رات مجھ سے زیادہ ذکر کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی فرمایا ہاں مینڈک نے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا حضرت داؤد علیہ السلام نے التجاء کی اے میرے رب میں تیرا شکر کیسے کرسکتا ہوں جب کہ تو مجھ پر انعام فرماتا ہے پھر نعمت پر شکر کی توفیق نصیب فرماتا ہے۔ نعمت بھی تیری جانب سے شکر بھی تیری جانب سے تو پھر میں تیرا شکر کیسے بجالاسکتا ہوں۔ فرمایا ہاں اے داؤد! اب تو میری معرفت کا حق پہچان گیا ہے۔(1)

امام احمد نے زہد میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب الشکر میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوجلد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مسئلۃ داؤد میں پڑھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرا کیسے شکر ادا کروں جب کہ میں تیرے شکر تک تیری نعمت کے ساتھ ہی پہنچ سکتا ہوں؟ تو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی آئی: اے داؤد! کیا تو یہ جانتا ہے کہ تیرے پاس جو کچھ نعمتیں ہیں وہ میری جانب سے ہیں؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: اے میرے اللہ! اگر میرے ہر بال کی دو زبانیں ہوں جو صبح و شام تیری تسبیح بیان کرتی رہیں تو میں تیری نعمتوں میں سے ایک نعمت کا بھی حق ادا نہیں کرسکتا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: آپ کے خاندان میں ایک آدمی ضرور عبادت کررہا ہوتا۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب انہیں کہا گیا اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا تو اس قوم پر کوئی ایسی گھڑی نہ آتی مگر کوئی نہ کوئی عبادت کررہا ہوتا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے: آپ نے یہ آیت پڑھی اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جسے وہ عطا کی گئیں تو گویا اسے وہ عطا کردیا گیا جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا ناراضگی اور رضا دونوں حالت میں عدل کرنا۔ تنگدستی اور غنا میں میانہ روی اختیار کرنا۔ مخفی اور علانیہ دونوں طریقوں سے اللہ کا ذکر کرنا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت حفصہ سے وہ اسے مرفوع نقل کرتی ہیں، حکیم ترمذی نے عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت عطاء بن یسار سے وہ حضرت ابوہریرہ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں: ابن نجار نے اپنی تاریخ میں عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت ابوذر سے روایت نقل کی ہے، فرمایا مخفی اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے موحد بندوں میں سے کم ہیں جو اپنی توحید میں موحد ہیں۔(4)

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 100 (4413)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 101 (4414)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124 (4524) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 88

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کی موجودگی میں یوں دعا کی اے اللہ! مجھے قلیل میں سے بنادے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ تو کیسے دعا کر رہا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے: وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے قلیل میں سے بنادے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمام لوگ حضرت عمر سے زیادہ آگاہ ہیں۔(1)

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

"پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کردیا نہ پتہ بتایا جنات کو آپکی موت کا، مگر زمین کی دیمک نے جو کھاتی رہی آپ کے عصا کو۔ پس جب آپ زمین پر آرہے، تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) نہ رہتے اس رسوا کن عذاب میں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں سال اور دو سال، ایک مہینہ اور دو مہینہ تنہائی میں عبادت کرتے، کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ۔ وہ اپنا کھانا پانی ساتھ رکھتے۔ جس دفعہ آپ کا وصال ہوا اس دفعہ آپ نے کھانا اپنی خلوت گاہ میں جمع کیا۔ اس کا آغاز ایسا ہوا کہ جب بھی وہ صبح کرتے تو بیت المقدس میں ایک درخت اگتا۔ آپ اس درخت کے پاس آتے، اس سے پوچھتے تیرا نام کیا ہے؟ وہ درخت کہتا میرا یہ نام ہے۔ آپ اس سے پوچھتے کس مقصد کے لیے تجھے اگایا گیا ہے؟ وہ کہتا مجھے فلاں فلاں کام کے لیے اگایا گیا ہے۔ آپ اس درخت کے بارے میں حکم دیتے تو اس درخت کو کاٹ دیا جاتا۔ اگر اسے گاڑنے کے لیے اگایا جاتا تو آپ اسے گاڑ دیتے۔ اگر اسے بطور دوا اگایا جاتا تو وہ کہتا مجھے فلاں فلاں مرض کے لیے اگایا گیا ہے۔ تو آپ اس درخت کو اس کام کے لیے مختص کردیتے یہاں تک کہ ایک درخت اگا جسے خرنوبہ کہتے۔ حضرت سلیمان نے اسے فرمایا تو کس کام کے لیے اگایا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس مسجد کی بربادی کے لیے اگایا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس مسجد کو برباد کرے جب کہ میں زندہ ہوں تو ہی وہ ہے جس کی وجہ سے میری ہلاکت ہوگی اور بیت المقدس برباد ہوگا۔ آپ نے اسے اکھاڑا اور اپنے باغ میں لگالیا۔ پھر آپ اپنی عبادت گاہ میں داخل ہوگئے۔ آپ اپنے عصا پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ فوت ہو گئے جنوں کو اس کا علم تک نہ ہوا وہ کام کرتے رہے۔ محض اس ڈر سے کہ آپ باہر تشریف لائیں گے اور انہیں سزا دیں گے۔

شیاطین اس عبادت گاہ کے ارد گرد جمع تھے۔ اس عبادت گاہ کا اگلی اور پچھلی جانب سے روشن دان تھا۔ سرکش شیطان جو آزادی کا ارادہ کرتا تھا، کہتا کیا تو طاقت ور نہیں؟ اگر تو اس میں سے داخل ہوتا اور دوسری جانب سے نکل جاتا۔ تو وہ داخل ہوتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر عن ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، جلد 6، صفحہ 65 (29514)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

اور دوسری جانب سے نکل جاتا۔ انہیں میں سے ایک شیطان داخل ہوا وہ گزرا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جو بھی شیطان دیکھتا تو وہ جل جاتا وہ گزرا۔ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز نہ سنی۔ وہ پھر گزرا تب بھی اس نے آواز نہ سنی۔ وہ پھر لوٹا اور آواز نہ سنی وہ پھر لوٹا اور اس عبادت خانہ میں رہا اور نہ جلا۔ اس نے حضرت سلیمان کی طرف دیکھا کہ وہ فوت ہو کر گر چکے ہیں۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ حضرت سلیمان تو فوت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے عبادت گاہ کا دروازہ کھولا۔ آپ کو باہر نکالا تو انہوں نے آپ کے عصا کو نہ پایا۔ حبشی زبان میں عصا کو منساۃ کہتے ہیں جسے دیمک کھا گئی تھی۔ انہیں پتہ نہ چل سکا کہ آپ کا وصال کب ہوا۔ انہوں نے عصا پر دیمک کو رکھا۔ دیمک نے ایک دن اور رات میں اس سے جو حصہ کھایا۔ پھر اس کا حساب لگایا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ تو ایک سال سے وصال فرما چکے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرأت میں یہ ہے فَمَكَثُوا يَدِينُونَ لَهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ حَوْلًا كَامِلًا اس موقعہ پر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جن جھوٹ بولتے تھے۔ اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا بھی علم ہو جاتا۔ تو وہ ایک سال تک کام کرتے ہوئے مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔ پھر شیاطین نے دیمک سے کہا اگر تو کھانا کھائے تو ہم تیرے پاس عمدہ ترین کھانا لاتے ہیں۔ اگر تو کوئی چیز پیے تو ہم تیرے پاس عمدہ ترین مشروب لاتے ہیں۔ لیکن ہم تیری طرف مٹی اور پانی لاتے ہیں۔ تو وہ اس دیمک کی طرف منتقل کرتے ہیں جہاں بھی وہ ہوتی ہے۔ کیا تم لکڑی کے اندر مٹی نہیں دیکھتے۔ یہ وہی ہے جو شیاطین اس کے پاس بطور شکریہ لاتے ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی وفات کے بعد بھی ایک سال تک اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے۔ پھر سال کے اختتام پر گر پڑے۔ لوگوں نے آپ کے عصا جیسا عصا لیا اور اسی جیسی دیمک لی۔ اسے عصا پر چھوڑا تو دیمک اسے ایک سال میں کھا گئی۔ حضرت ابن عباس یوں قرأت کرتے فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ سَنَةً سفیان نے کہا حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے وَهُمْ يَدْاَبُوْنَ لَهٗ حَوْلًا۔

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن سنی الطب النبوی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو اپنے سامنے ایک اگا ہوا درخت پاتے۔ آپ پوچھتے تیرا نام کیا ہے؟ تو وہ درخت بتاتا یہ۔ اگر وہ درخت لگانے کے لیے ہوتا تو اسے لگا دیتے۔ اگر دوا کے لیے ہوتا تو وہ اگا رہتا۔ ایک دن آپ نے نماز پڑھی تو آپ کے سامنے ایک درخت اگا تھا تو آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا خرنوبہ۔ پوچھا تو کس چیز کے لیے ہے؟ اس درخت نے عرض کی اس گھر کو برباد کرنے کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے اللہ! جنوں سے میری موت کو مخفی رکھ تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جن غیب کا علم نہیں جانتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصا لیا۔ اس پر ٹیک لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا جبکہ آپ ٹیک لگائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہوئے تھے۔ آپ موت کی حالت میں ایک عرصہ تک اس طرح رہے جبکہ جن کام کر رہے تھے۔ دیمک نے اسے کھالیا تو آپ گر گئے۔ اس وقت انھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا علم ہوا۔ تو انسانوں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی اگر جن غیب کا علم جانتے ہوتے تو ایک سال تک اس تکلیف دہ عذاب میں نہ رہتے۔ حضرت ابن عباس اسی طرح اسے پڑھتے۔ جنوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا۔ دیمک جہاں بھی ہوتی ہے جن اس کے پاس پانی لاتے ہیں۔(1)

بزار، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں پر تین احسان فرمائے ہیں۔ میں نے دانہ پر اس دیمک کو ڈال دیا۔ اگر یہ دیمک نہ ہوتی تو بادشاہ اسے اسی طرح خزانہ کرتے جیسے وہ سونے چاندی کا خزانہ کرتے ہیں۔ میں نے جسم پر بدبو ڈال دی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو ایک دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرتا۔ میں نے غمگین کو سکون دے دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ تسلی جاتی رہتی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن انسانوں کو بتاتے کہ وہ غیب کی چیزوں کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کے ساتھ ان کا امتحان لیا گیا۔ آپ کا وصال ہوگیا۔ ایک سال تک آپ عصا کے سہارے کھڑے رہے جبکہ جنوں کو آپ کی موت کا علم نہ ہوسکا جبکہ وہ اس سال بھی مطیع تھے اور کام کرتے رہے۔ بعض قرائتوں میں ہے فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ وہ اسی طرح اطاعت کرتے رہے اور آپ کی موت کے بعد بھی ایک سال تک کام کرتے رہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جن غیب جانتے ہیں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو آپ وفات کی حالت میں ایک سال تک اپنے عصا پر کھڑے رہے جبکہ جن آپ کے کھڑا ہونے کی وجہ سے عمل کرتے رہے۔ جب آپ گر گئے تو لوگوں کو علم ہوگیا اگر جن غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ حضرت ابن عباس اسے اسی طرح پڑھتے۔ قیس بن سعد نے کہا حضرت ابی بن کعب کی قرأت بھی اسی طرح ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا جب تجھے میرے بارے میں حکم دیا جائے تو مجھے بتا دینا۔ ملک الموت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے سلیمان! تیرے بارے میں مجھے حکم دے دیا گیا ہے، تیرا معمولی وقت رہ گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو بلایا۔ انھوں نے آپ پر ایک شیشے کا کمرہ بنا دیا جس میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ آپ نماز پڑھنے لگے۔ آپ نے اپنے عصا پر ٹیک لگالی۔ ملک الموت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ کی روح کو قبض کر لیا جبکہ آپ اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، بحوالہ تفسیر ابن کثیر، جلد 6، صفحہ 2878، دار ابن حزم

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 228 (8036)، دار الباز

marfat.com
Marfat.com

تھے۔ یہ آپ نے موت سے فرار کے لیے نہیں کیا تھا۔ کہا جن آپ کے سامنے کام کرتے رہے وہ آپ کو دیکھتے اور گمان کرتے کہ آپ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جو لکڑی کھا جاتی ہے جسے قارح کہتے ہیں۔ وہ اس میں داخل ہو گئی۔ وہ اس عصا کو کھا گئی یہاں تک کہ عصا کا اندر والا حصہ کھا گئی۔ آپ کمزور ہو گئے اور اس عصا پر بھاری ہو گئے۔ تو وفات کی حالت میں گر پڑے۔ جب جنوں نے یہ دیکھا تو وہ بکھر گئے اور چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے مہر آپ کو واپس کر دی۔ آپ نے ایک روز صبح کی نماز نہیں پڑھی۔ اپنے پیچھے دیکھا تو آپ ایک سرسبز درخت کے پاس تھے جو جھوم رہا تھا۔ آپ پوچھتے ہیں اے درخت! کیا تجھے کوئی جن، انسان، پرندہ، کیڑے مکوڑے اور چوپائے نہیں کھاتے۔ تو وہ درخت کہتا ہے مجھے کسی شے کا رزق نہیں بنایا گیا۔ لیکن میں فلاں اور فلاں چیز کی دوا ہوں۔ جن اور انسان اسے کاٹنے لگے اور دوائی میں استعمال کرنے لگے۔ ایک دن آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور متوجہ ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پیچھے ایک درخت ہے۔ پوچھا اے درخت! تو کیا ہے؟ کہا میں خرنوبہ ہوں۔ فرمایا اللہ کی قسم! خرنوبہ تو بیت المقدس کی بربادی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ اسے برباد نہیں کرے گا بلکہ میں مر جاؤں گا۔ آپ نے حنوط منگوایا، اپنے آپ کو حنوط لگایا اور کفن پہنا۔ پھر آپ اپنی کرسی پر بیٹھے۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو اپنے عصا پر رکھا۔ پھر اسے اپنی ٹھوڑی کے نیچے کیا اور فوت ہو گئے۔ جن ایک سال تک یہی گمان کرتے رہے کہ آپ زندہ ہیں۔ جن اپنی نظریں آپ کی طرف نہیں اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جو عصا کے ایک طرف کو کھا گیا۔ تو وہ منہ کے بل گر پڑے۔ جنوں کو اس وقت علم ہوا کہ آپ کا تو وصال ہو چکا ہے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ کا یہی مطلب ہے جنوں کے بارے میں علم ہو گیا کہ انھیں غیب کا علم نہیں لیکن پہلی قرأت میں تھا۔ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ دیمک نصف عصا تک پہنچی تو انھوں نے نصف باقی کو چھوڑ دیا۔ دیمک نے اس عصا کو ایک سال میں کھایا۔ انھوں نے کہا آپ پہلے سال ہی فوت ہو گئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال تک اپنے عصا پر ٹیک لگائے رہے یہاں تک کہ دیمک نے اسے کھا لیا تو آپ گر گئے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دیمک آپ کے عصا کو کھا گئی یہاں تک کہ آپ زمین پر گر گئے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 60 (2404)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مِنۡسَاَتَهٗ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا اس سے مراد عصا ہے اس میں ایک شعر پڑھا جو عبد المطلب نے کہا تھا۔

اَمِنۡ اَجَلِ حَبۡلٍ اَبَالَکَ صِدۡتَهٗ　　بِمِنۡسَاۃٍ قَدۡ جَرَّ حَبۡلُکَ اَحۡبُلٗ

"تیرا باپ نہ رہے کیا ایک رسی کی خاطر تو نے اسے ڈنڈے کے ساتھ شکار کر ڈالا، تیری رسی کو کئی رسیوں نے کھینچا ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنۡسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔ یہ حبشہ کی زبان میں ہے۔(1)

لَقَدۡ کَانَ لِسَبَاٍ فِیۡ مَسۡکَنِہِمۡ اٰیَۃٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ کُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّکُمۡ وَ اشۡکُرُوۡا لَہٗ ؕ بَلۡدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّ رَبٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سَیۡلَ الۡعَرِمِ وَ بَدَّلۡنٰہُمۡ بِجَنَّتَیۡہِمۡ جَنَّتَیۡنِ ذَوَاتَیۡ اُکُلٍ خَمۡطٍ وَّ اَثۡلٍ وَّ شَیۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِیۡلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِکَ جَزَیۡنٰہُمۡ بِمَا کَفَرُوۡا ؕ وَ ہَلۡ نُجٰزِیۡۤ اِلَّا الۡکَفُوۡرَ ﴿۱۷﴾ وَ جَعَلۡنَا بَیۡنَہُمۡ وَ بَیۡنَ الۡقُرَی الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا قُرًی ظَاہِرَۃً وَّ قَدَّرۡنَا فِیۡہَا السَّیۡرَ ؕ سِیۡرُوۡا فِیۡہَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیۡنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوۡا رَبَّنَا بٰعِدۡ بَیۡنَ اَسۡفَارِنَا وَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَجَعَلۡنٰہُمۡ اَحَادِیۡثَ وَ مَزَّقۡنٰہُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۱۹﴾

"قوم سبا کے لیے ان کے مسکن میں ہی نشانی موجود تھی۔ (وہاں) دو باغ تھے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو۔ اتنا پاکیزہ شہر اور ایسا رب غفور! (اہل سبا! تمھاری خوش بختی کا کیا کہنا) پھر انھوں نے منہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر تند و تیز سیلاب بھیج دیا اور ہم نے بدل دیا ان کے دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے جن کے پھل ترش اور کڑوے تھے اور ان میں جھاؤ کے بوٹے اور چند بیری کے درخت تھے۔ یہ بدلہ دیا ہم نے انھیں بوجہ ان کی احسان فراموشی کے اور بجز احسان فراموشی کے ہم کسے ایسی سزا دیتے ہیں۔ اور ہم نے بسادی تھیں ان کے درمیان اور ان شہروں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی اور کئی بستیاں سر راہ اور ہم نے منزلیں مقرر کر دی تھیں ان میں آنے جانے کی۔ سیر و سیاحت کرو ان میں (جب چاہو) رات یا دن کے وقت امن و امان سے۔ پھر وہ بولے: اے ہمارے رب! دور دراز کر دے ہماری مسافتوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کو (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پس ہم نے انہیں افسانہ بنادیا اور ہم نے ان (کی جمعیت) کو پارہ پارہ کردیا (سبا کی) اس داستان میں عبرت کی نشانیاں ہیں ہر بہت صبر بہت شکر کرنے والے کے لیے''۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت فروی بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میری قوم کے وہ لوگ جو دین قبول کر چکے ہیں۔ انہیں ملاکر ان سے جنگ نہ کروں جو اس سے منہ پھیرے ہوتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگ کی اجازت دی اور مجھے امیر مقرر فرمایا۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلا آیا تو آپ نے میرے پیچھے پیغام بھیجا اور مجھے واپس بلا لیا۔ فرمایا اپنی قوم کو دعوت دو ان میں سے جو اسلام قبول کر لے۔ اس سے یہ شہادت قبول کر لے اور جو اسلام قبول نہ کرے۔ تو اس کے بارے میں جلدی نہ کر یہاں تک کہ میں تجھے نیا حکم نہ دوں۔ سبا کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں تو ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! سبأ کیا ہے کیا وہ علاقہ ہے یا کوئی عورت ہے؟ فرمایا نہ وہ علاقہ ہے اور نہ ہی عورت بلکہ وہ مرد ہے جس سے عرب کے دس قبائل چلے ان میں سے چھ یمن کی طرف چلے گئے اور چار شام کی طرف چلے گئے۔ جو شامی ہوتے ہیں وہ لخم، جذام، غسان اور عاملہ ہیں جو یمن میں رہے وہ ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! انمار کیا ہیں؟ فرمایا جن سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن عدی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سبأ کیا ہے، مرد ہے یا عورت یا علاقہ ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ ایک مرد ہے جس کے دس بیٹے ہوئے۔ ان میں سے چھ یمن میں رہے اور شام میں چار رہے۔ یمنی مذحج، کندہ، ازد، اشعری، انمار اور حمیر ہیں۔ جہاں تک شامیوں کا تعلق ہے وہ لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ کو مجرور، تنوین کے ساتھ اور مہموز پڑھا ہے اور مَسْكَنِهِمْ کو جمع کا صیغہ اور الف کے ساتھ پڑھا ہے۔(3)

امام فریابی نے حضرت یحییٰ بن وثاب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے یوں پڑھتے لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ کے دو پہاڑوں کے درمیان دو باغ تھے۔ عورت گزرتی اور ٹوکری اس کے سر پر ہوتی۔ وہ دو پہاڑوں کے درمیان سے چلتی تو ٹوکری پھلوں سے بھر جاتی جبکہ اس نے پھلوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہوتا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی سرکشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا جاندار مسلط کر دیا جسے جرز (چھوٹا چوہا) کہتے ہیں۔ اس نے ان پر سوراخ کر دیا تو اس نے ان سب کو غرق کر دیا ان میں اثل (درخت) اور بیری کے علاوہ کوئی چیز نہ بچی۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 69-68 (3222)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 459 (3585)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 272 (2978)

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی بستی میں کبھی بھی مچھر، مکھی، پسو، بچھو اور سانپ نہ دیکھا گیا لوگ سواریوں پر سوار ہو کر آتے تو ان کے کپڑوں میں جوئیں ہوتیں۔ جونہی وہ ان لوگوں کے گھروں کو دیکھتے تو یہ تمام کیڑے مرجاتے۔ اگر کوئی انسان ان کے دو باغوں میں داخل ہوتا اور وہ اپنے سر پر کوئی ٹوکری باندھ لیتا۔ جب وہ ان سے نکلتا تو مختلف قسم کے پھلوں سے وہ ٹوکری بھری ہوتی وہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نہ توڑتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ کا معنی یہ ہے کہ شہر پاکیزہ ہے اور تمہارا رب تمہارے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ فَاَعْرَضُوْا کا مطلب یہ ہے کہ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تکبر کیا اور اس کی نعمت کا انکار کیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل سبا کو ان نعمتوں سے نوازا گیا جیسی نعمتوں سے اس زمانہ میں کسی اور کو نہیں نوازا گیا۔ عورت نکلتی اس کے سر پر ٹوکری ہوتی۔ وہ اپنے کسی کام کے لیے جانا چاہتی۔ جہاں وہ جانا چاہتی ابھی وہاں نہیں پہنچتی تھی کہ اس کی ٹوکری پھلوں کی مختلف اقسام سے بھر جاتی۔ ان سب نے اتفاق کیا اور اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ سیلاب ان کے پاس دنوں کی مسافت سے آتا یہاں تک کہ ان کی وادی میں ٹھہرتا۔ پانی ان سیلابوں اور پہاڑوں کا اس وادی میں جمع ہو جاتا۔ انہوں نے ایک بند بنا رکھا تھا۔ وہ بند کو ارم کا نام دیتے۔ جب وہ چاہتے اس پانی کو کھول دیتے۔ جب چاہتے اپنے باغوں کو سیراب کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور ان کے برباد کرنے کا حکم دیا تو ایک آدمی ان کے باغ میں داخل ہوا جسے عمرو بن عامر کہتے جیسے ہمیں خبر پہنچی ہے وہ کاہن تھا۔ اس نے چوہیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے وادی کے دامن سے پہاڑ کی چوٹی پر منتقل کر رہی ہے۔ اس نے کہا یہ چوہیا یہاں سے بچے منتقل نہیں کر رہی مگر اس شہر کے لوگوں پر عذاب کا وقت آگیا ہے اور یہ اس پر قادر ہے کہ اس بند میں سوراخ کر دے۔ اس نے اس میں سوراخ کر دیا۔ اس سوراخ سے پانی اس باغ کی طرف بہنے لگا۔ عمرو بن عامر نے اس سوراخ کے بارے میں حکم دیا تو اس کو بند کر دیا گیا۔ صبح ہوئی تو اس سے بڑا سوراخ ہو گیا۔ اس نے اس سوراخ کو بند کرنے کا حکم دیا تو اسے بند کر دیا گیا۔ پھر اس سے بھی بڑا سوراخ ہو گیا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس نے اپنے بھتیجے کو بلایا اور کہا جب میں رات کے وقت اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھوں تو میرے پاس آنا اور کہنا تو میرا مال کیوں اپنے پاس روکے ہوئے ہے؟ میں تجھے کہوں گا میرے پاس تیرا کوئی مال نہیں اور تیرے باپ نے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ بے شک تو جھوٹا ہے۔ جب میں تجھے جھٹلاؤں تو تو مجھے جھٹلانا۔ جو بات میں تجھے کہوں ایسی ہی بات مجھ پر دوہرانا۔ جب تو ایسا کرے گا تو میں تجھے گالیاں دوں گا۔ تو مجھے بھی گالیاں دینا۔ جب تو مجھے گالیاں دے گا تو میں تجھے طمانچہ ماروں گا۔ جب میں تجھے طمانچہ ماروں تو تو مجھے بھی طمانچہ مارنا۔ تو اس بھتیجے نے کہا اے چچا! میں ایسا نہ کروں گا۔ چچا نے کہا تو ایسا کیوں نہیں کرے گا۔ میں تیرے اور تیرے گھر والوں کی اصلاح چاہتا ہوں۔ جب نوجوان نے چچا کی خواہش کو جان لیا تو کہا ٹھیک ہے۔ وہ آیا اس نے وہ باتیں کیں جو اسے کہی گئی تھیں یہاں تک کہ اس نے طمانچہ بھی مار دیا۔ نوجوان نے اسے پکڑ لیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

اور طمانچہ دے مارا۔ بوڑھے نے کہا اے بنوفلاں! تمہارے درمیان مجھے طمانچے مارے جاتے ہیں میں اس شہر میں کبھی بھی نہیں رہوں گا جس میں مجھے فلاں آدمی طمانچہ مارے۔ مجھ سے کون میرا مال خریدتا ہے؟ جب قوم نے اس کے پختہ ارادہ کو دیکھا تو انہوں نے اسے مال دے دیا۔ اس نے ان میں سے بہترین مال کو دیکھا تو اس کے مالک کے لیے بیع کو ثابت کر دیا۔ اس نے مال منگوایا۔ اس کی چھان بین کی۔ اسی رات اس نے اور اس کے بیٹوں نے مال اٹھایا اور وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ میں کاہن تھے۔ شیاطین ان کے لیے چوری چھپے باتیں سنتے۔ انہوں نے کاہنوں کو آسمان کی کچھ باتیں بتائیں۔ ان میں سے ایک معزز کاہن تھا۔ جس کے پاس بے شمار مال تھا۔ اسے بتایا گیا کہ ان کی تباہی کا وقت آ گیا ہے۔ عذاب ان پر آیا ہی چاہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اب کیا تدبیر اختیار کرے کیونکہ اس کے پاس مکانات کی صورت میں کثیر مال تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک سے کہا جبکہ وہ اپنے خاندان میں معزز ترین تھا کہ جب کل آئے میں تجھے حکم دوں تو تو اس کام کو نہ کرنا۔ جب میں تجھے جھڑکوں تو مجھے جھڑکنا۔ جب میں تجھے پکڑوں تو مجھے طمانچہ مارنا۔ اس نوجوان نے کہا اے والد! ایسا نہ کرو، یہ بہت بڑی بات ہے اور سخت معاملہ ہے۔ اس نے کہا اے بیٹے! ایک معاملہ ہو چکا ہے اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ لگاتار اسے قائل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اس بات پر تیار ہو گیا۔ جب صبح ہوئی لوگ جمع ہوئے۔ تو اس کاہن نے کہا اے بیٹے! یہ کرو۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس کاہن نے جھڑکا تو اس نوجوان نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ ان کے درمیان یہ گفتگو چلتی رہی یہاں تک کہ باپ نے اسے پکڑ لیا۔ بیٹا باپ پر جھپٹا اور اسے تھپڑ دے مارا۔ اس نے کہا میرا بیٹا مجھے تھپڑ مارتا ہے، چھری میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے کہا تو چھری سے کیا کرے گا؟ اس نے کہا میں اسے ذبح کروں گا۔ لوگوں نے کہا تو اپنے بیٹے کو ذبح کرے گا، اسے طمانچہ مار دیا جو مناسب سمجھو وہ کرو۔ تو کاہن نے اسے ذبح کرنے کے علاوہ کسی اور عمل سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے اس کے ننھیال کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس معاملہ سے آگاہ کیا۔ اس کے ماموں آ گئے۔ انہوں نے کہا جو مناسب سمجھو ہم سے لے لو۔ اس نے ذبح کے علاوہ ہر چیز سے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے کہا تو اس کے مرنے سے پہلے خود مرے گا۔ اس کاہن نے کہا اگر بات اسی طرح ہے تو میں ایسے شہر میں رہنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کہ جہاں میرے اور میرے بیٹوں کے معاملات میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ میرے گھر مجھ سے خرید لو۔ میری زمین مجھ سے خرید لو۔ وہ یہی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر، اپنی زمین اور جائیداد بیچ ڈالی۔

جب قیمت اس کے ہاتھ میں آ گئی اور اس نے اسے محفوظ کر لیا تو اس نے کہا اے قوم! عذاب تم پر آیا چاہتا ہے اور تمہارے اقتدار کے زوال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تم میں سے جو نیا گھر، مضبوط جماعت اور سفر کا ارادہ رکھتا ہے وہ عمان چلا جائے۔ تم میں سے جو شراب، خمیری روٹی اور انگوروں کا رس چاہتا ہے تو وہ بصری چلا جائے۔ جو کیچڑ میں مضبوط رہنے والیوں، خشک سالی میں کھلانے والیوں اور پایاب پانی میں رہنے والیوں کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کھجوروں والی جگہ یثرب چلا جائے۔ ایک جماعت نے اس کی اطاعت کی۔ اہل عمان، عمان چلے گئے، غسان بصری چلے گئے۔ اوس، خزرج اور بنو کعب بن عمرو یثرب کی طرف چلے گئے۔ جب وہ نخل کی وادی میں تھے تو بنو کعب نے کہا یہ مناسب جگہ ہے، اس کے بدلے میں ہم کسی جگہ کے طالب

marfat.com

Marfat.com

نہیں۔ وہ وہاں ہی مقیم ہو گئے۔ اسی وجہ سے ان کا نام خزاعہ پڑ گیا۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں سے کٹ گئے تھے۔ اوس و خزرج آئے یہاں تک کہ وہ یثرب میں جا اترے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: ان کے بیٹھنے کی ایک جگہ تھی جو سنگ مرمر سے پختہ کی گئی تھی۔ نصاریٰ کے کچھ لوگ آئے۔ انھوں نے کہا اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں یہ عطا فرمایا ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں یہ کس نے عطا کیا ہے؟ یہ سب تو ہمارے آباؤ اجداد کا تھا۔ ہم تو اس کے وارث بنے ہیں۔ یہ بات ذویزن نے سن لی تو وہ پہچان گیا کہ ان کی بات کی وجہ سے کوئی نہ کوئی خبر ظہور پذیر ہوگی۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا تیرے ساتھ گفتگو مجھ پر حرام ہے۔ اگر کل تو میرے پاس نہ آئے جبکہ میں اپنی قوم کی مجلس میں ہوں تو تو میرے منہ پر طمانچہ مارے۔ اس نے ایسا ہی کیا تو ذویزن نے کہا میں ایسے علاقہ میں نہیں رہنا چاہتا جس میں میرے بیٹے نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ کون میرا مال خریدنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے جلدی کی اور اس سے مال خرید لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اندھے چوہے بھیج دیے جنہیں خلد کہا جاتا ہے۔ یہ اندھے چوہوں کی نسل ہے۔ وہ لگا تار اس بند کو کریدتے رہے یہاں تک کہ اس میں سوراخ کر دیا۔ تو بند گر گیا اور پانی دونوں باغوں کو بہا کر لے گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبا کی طرف تیرہ نبی بھیجے۔ انہوں نے ان تمام انبیاء کو جھٹلایا۔ ان کا ایک بند تھا جس کو انھوں نے بنایا تھا۔ یہی بند سیلاب کو روکتا۔ جب وہ سیلاب ان کے اموال کو تباہ کرنا چاہتا۔ ان کے کاہن گمان کرتے تھے کہ ان کے بند کو چوہا تباہ کرے گا۔ انھوں نے دو پتھروں کے درمیان سوراخ نہیں رکھا مگر وہاں ایک بلی باندھ دی۔ جب بند کی تباہی کا زمانہ آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں جو ارادہ کیا تھا اس کا وقت ہو گیا۔ جو وہ ذکر کرتے تھے تو ایک سرخ چوہا ان بلیوں میں سے ایک بلی کی طرف آیا۔ اس نے بلی سے سرگوشی کی یہاں تک کہ بلی پیچھے ہٹ گئی۔ اس بلی کے پاس جو سوراخ تھا وہ اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ وہ اس میں سختی سے داخل ہو گیا۔ اس کو کھودا یہاں تک کہ سیلاب کے لیے اسے نرم کر دیا جبکہ لوگوں کو اس کا کچھ علم نہ تھا۔ جب سیلاب کا پانی آیا تو اس میں داخل ہو گیا۔ یہاں تک کہ بند کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ وہ اموال پر بہنے لگا۔ انھیں اٹھایا تو ان میں سے کوئی چیز نہ بچی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یمن کی وادیاں سبا وادی کی طرف بہتی تھیں۔ یہ دو پہاڑوں کے درمیان تھی، اہل سبا نے ارادہ کیا اور دو پہاڑوں کے درمیان پتھروں اور تارکول سے بند باندھ دیا اور اپنے باغوں کے لیے جتنا پانی چاہا چھوڑ دیا۔ وہ ایک زمانہ تک اس طرح زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر انہوں نے سرکشی کی اور نافرمانی کے اعمال کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کی طرف چوہے بھیجے تو انھوں نے اس بند میں سوراخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر اور باغوں کو تباہ کر دیا اور ان کے دو باغوں کی جگہ دو اور باغ بو دیے ایک خمط (2) کا اور ایک اثل کا چھوٹا سا درخت ہوتا ہے جس سے وہ تیر بناتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 97-94، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ بغیر کانٹے والا درخت

marfat.com
Marfat.com

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سیل عرم سے مراد سخت سیلاب ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَیْلَ الْعَرِمِ یمنی زبان میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الْعَرِمِ حبشہ کی زبان کا لفظ ہے۔ یہ اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی جمع ہوتا ہے۔ پھر اس سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَرِمِ وادی کا نام ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سَیْلَ الْعَرِمِ سے مراد ایک وادی ہے جو یمن میں تھی اور مکہ مکرمہ کی طرف بہتی تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وادی سبا کو الْعَرِمِ کہتے ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیْلَ الْعَرِمِ سے مراد سرخ پانی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بند کی طرف بھیجا۔ اس پانی نے اسے پھاڑ دیا اور اسے گرا دیا۔ وادی کو دونوں باغوں کے نیچے سے کھود دیا۔ دونوں باغ بلند ہو گئے اور پانی ان سے نیچے چلا گیا۔ دونوں باغ خشک ہو گئے۔ اب بند میں سرخ پانی موجود نہیں تھا۔ یہ ایک ایسا عذاب تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھیجا تھا۔ اُكُلٍ خَمْطٍ سے مراد خمط اراک ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب ان پر بھیجا تھا۔ خَمْطٍ سے مراد پیلو کا درخت ہے۔(6)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُكُلٍ خَمْطٍ سے مراد پیلو کا درخت ہے اور اَثْلٍ سے مراد طرفاء ہے۔(7)

امام طستی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُكُلٍ خَمْطٍ کے بارے میں بتائیے فرمایا پیلو کا درخت۔ سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

مَا مِعْوَلَ فُوْدٍ تُرَاعِیْ بِعَیْنِهَا اَغْنِ غَضِیْضَ الطَّرْفِ مِنْ خَلَلِ الْخَمْطِ

"موت کی کدال کی تو حفاظت نہیں کر سکتا۔ آنکھ کی تری کو پیلو کے کانٹوں سے غنی کر دے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خَمْطٍ سے مراد پیلو کا درخت۔ اَثْلٍ سے مراد جھاڑ کا درخت اور سِدْرٍ سے مراد بیری ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 95
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 96 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 98
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 99

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ ایک قوم تھی جسے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں سے نوازا، انہیں اطاعت کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا۔ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعراض کیا۔ العرم سے مراد سبأ کی وادی ہے۔ اس میں مختلف وادیوں کا سیلابی پانی جمع ہو جاتا۔ انہوں نے قصد کیا اور دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ پر تارکول اور پتھروں سے بند بنا دیا۔ اس پر کئی دروازے لگا دیے۔ انہیں جتنا پانی ضرورت ہوتا۔ وہ اس سے پانی لیتے اور جس پانی کی ضرورت ہوتی اسے روک لیتے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے ان پر چوہے مسلط کر دیے۔ اس نے بند کے نیچے سے سوراخ کر دیا اور ان کے اعمال پر سزا کے طور پر ان کی زمینوں کو برباد کر دیا۔ خَمْطٍ سے مراد پیلو کا درخت۔ اُكُلٍ پیلو کا پھل۔ قوم کے درخت بہترین درخت تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کی سزا کے طور پر برے ترین درخت بنا دیئے۔ اللہ تعالیٰ جس کسی بندے کے لیے عزت اور خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی نیکیاں قبول کر لی جاتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے ذلت و رسوائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے گناہ پر روک لیتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَمْطٍ ہی پیلو کا درخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ابو مالک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد مناقشہ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حساب میں مناقشہ ہے جس کے حساب میں مناقشہ ہوا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ وہ کافر ہی ہوگا جسے بخشا نہیں جائے گا۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ نافرمانی کی جزا یہ ہوتی ہے کہ عبادت میں انسان کمزوری کا اظہار کرتا ہے، معیشت میں تنگی ہو جاتی ہے اور لذت میں بدمزگی آ جاتی ہے۔ پوچھا گیا یہ منغص کیا ہوتا ہے؟ فرمایا ایک آدمی حلال شے کی لذت نہیں پا سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس وہ آدمی آتا ہے جو اسے مکدر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْقُرَى کا معنی شام نقل کیا ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد شام کی بستیاں ہیں۔ (4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یمن سے لے کر شام تک پے در پے بستیاں تھیں۔ وہ بستیاں جنہیں ہم نے بابرکت بنایا۔ ان سے مراد شام ہے۔ ایک انسان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 100-97، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 61 (2408)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 101

4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 62 (2411)

marfat.com
Marfat.com

صبح چلتا تو ایک بستی میں قیلولہ کرتا۔ پھر پچھلے پہر چلتا تو دوسری بستی میں رات گزارتا۔ عورت نکلتی اور اس کے سر پر ٹوکری ہوتی۔ وہ اپنی منزل پر نہ پہنچتی کہ وہ ٹوکری تمام قسم کے پھلوں سے بھر جاتی۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی بستیاں قریب قریب تھیں۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ لیتے تھے۔ ان کے پھل لٹکے ہوتے تھے۔ پس وہ متکبر ہو گئے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ کا یہ معنی کیا ہے، ہم نے ان میں سفر کو قریب کر دیا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بَيْنَهُمْ کا یہ معنی کیا ہے کہ ان کے گھروں کے درمیان الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا یعنی مقدس سرزمین۔ الْقُرَى اس سے مراد وہ بستیاں ہیں جو ان کے گھروں اور ارض مقدس کے درمیان تھیں۔ ظَاهِرَةً یعنی آباد سرسبز و شاداب۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ان کے گھروں اور شام کے علاقہ کے درمیان سفر کو قریب کر دیا۔ سِيرُوا فِيهَا یعنی جب وہ اپنے گھروں سے شام کے علاقہ یعنی ارض مقدس کی طرف جانے کا قصد کریں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے ظَاهِرَةً کا معنی شام کی بستیاں ہیں۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہیں بھوک اور پیاس کا کوئی خوف نہ ہوتا۔ وہ صبح چلتے تو ایک بستی میں قیلولہ کرتے۔ وہ پچھلے پہر چلتے اور دوسری بستی میں رات گزارتے۔ وہ باغوں اور نہروں والے تھے یہاں تک کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ ایک عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھتی تو ابھی گھر واپس نہ لوٹتی کہ اس کی ٹوکری بھر چکی ہوتی۔ ایک آدمی سفر کرتا تو زاد سفر ساتھ نہ لیتا۔ وہ نعمت پر متکبر ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارے سفروں کو دور کر دے تو انہیں ٹکڑے کر دیا گیا اور انہیں قصے کہانیاں بنا دیا گیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ کاش یہ بستیاں ایک دوسرے سے دور ہوتیں تو ہم عمدہ چیزوں پر سفر کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن یعمر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں پڑھا فَقَالُوا رَبَّنَا بَعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا کہ یہ بعد مشدد ہے۔ کہا انہوں نے اپنے حق میں بددعا نہیں کی تھی بلکہ انہیں جو مصیبت پہنچی تھی اس کی انہوں نے شکایت کی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بھی بعّد کو مشدد پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے سعید بن ابی الحسن سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس لفظ کو بَعُدَ پڑھا ہے۔ یعنی باء پر زبر اور عین پر رفع۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رَبَّنَا یعنی نصب کے ساتھ پڑھا ہے اور باعِد پڑھا ہے یعنی باء پر زبر اور عین کے نیچے کسرہ۔ بطور دعاء۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ کا یہ مطلب ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، باب ان الشام ارض مقدسۃ، جلد 1، صفحہ 143، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 102

marfat.com
Marfat.com

غسان شام چلے گئے۔ انصار یثرب آ گئے۔ خزاعہ تہامہ چلے گئے۔ ازد عمان چلے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ بندہ کتنا اچھا ہے جو صابر و شاکر ہو۔ جب اسے عطا کیا جائے تو شکر کرے۔ جب آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو صبر کرے۔(1)

امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی گئی کہ صَبَّارٍ یعنی مصیبت کے وقت صبر کرے اور نعمت پر شکر بجالائے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شکر نصف ایمان ہے اور یقین تمام ایمان ہے۔(2)

بیہقی نے ابو درداء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک امت مبعوث کرنے والا ہوں۔ اگر انہیں ایسی چیز پہنچے گی جسے وہ پسند کرتے ہوں گے تو وہ حمد و شکر کریں گے۔ اگر انہیں ایسی چیز پہنچے گی جسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے تو وہ صبر کریں گے۔ یہ حلم اور علم کی وجہ سے نہیں ہوگا۔ عرض کی اے میرے رب! یہ ان کے لیے کیسے ہوگا جبکہ نہ ان کا حلم ہوگا اور نہ علم؟ فرمایا میں انہیں اپنا حلم اور علم عطا کروں گا۔(3)

امام احمد، امام مسلم، بیہقی نے شعب الایمان میں، دارمی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت صہیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کا معاملہ خیر ہی خیر ہے، اگر اسے خوشی کی بات پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے، یہ بھی خیر ہے، اگر اسے مصیبت پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔(4)

امام احمد اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مومن پر متعجب ہوں۔ اگر اسے عطا کیا جائے تو وہ کہتا ہے الحمد للہ، تو اس نے شکر ادا کیا۔ اگر اسے کسی مصیبت میں مبتلا کیا جائے تو کہتا ہے الحمد للہ، تو وہ صبر کرتا ہے۔ مومن کو ہر حال میں اجر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی اجر دیا جاتا ہے جو وہ اپنے منہ کی طرف اٹھاتا ہے۔(5)

امام بیہقی نے شعب میں اور ابو نعیم نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دین میں اپنے سے بلند مرتبہ اور دنیا میں اپنے سے پست مرتبہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے جس نے دین میں اپنے سے کم مرتبہ اور دنیا میں اپنے سے بلند مرتبہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر نہیں لکھتا۔(6) وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔

وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 104
2۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 109 (4448)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115 (4482)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 116 (4487)
5۔ ایضاً، (4485)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137 (4575)

marfat.com
Marfat.com

بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾

"اور بیشک سچ کر دکھایا ان (ناشکروں) پر شیطان نے اپنا گمان سو وہ اس کی تابعداری کرنے لگے بجز مومنوں کے ایک گروہ کے (جو حق پر ڈٹا رہا)۔ اور نہیں حاصل تھا شیطان کو ان پر ایسا قابو (کہ وہ بے بس ہوں) مگر یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ہم دکھانا چاہتے تھے کہ کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کے متعلق شک میں مبتلا ہوتا ہے اور (اے حبیب!) آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خشک مٹی، گوندھی ہوئی مٹی اور بدبودار مٹی سے کمزور پیدا کیا گیا ہے جبکہ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا جبکہ آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ جس کا ذکر اس آیت میں بھی ہے لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ (الاسراء) ابلیس نے ان کے بارے میں اپنے گمان کو سچ کر دکھایا۔ لوگوں نے اس کی اتباع کی مگر مومنوں کی ایک جماعت نے اس کی پیروی نہ کی۔ فرمایا یہی مومن ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صَدَّقَ کو مشدد پڑھتے۔ معنی یہ کیا ہے ان کے بارے میں گمان کیا پس اس کو سچ کر دکھایا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابلیس نے لوگوں پر اپنے گمان کو سچ کر دکھایا مگر جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے ان کے بارے میں گمان کیا تو اس کا گمان موافق ہوا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا جبکہ آپ کے ساتھ حضرت حوا بھی تھیں تو ابلیس خوشی سے زمین پر گرا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس نے ان دونوں کو مصیبت میں مبتلا کیا۔ کہا جب میں نے والدین کو یہ مصیبت پہنچائی ہے تو اولاد تو ان سے زیادہ کمزور ہوگی۔ ابلیس کی طرف سے یہی اس موقع پر گمان کیا گیا۔ اس نے کہا جب تک ابن آدم میں روح ہوگی۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ میں اسے ورغلاؤں گا، اسے آرزو دلاؤں گا اور اسے دھوکہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اس کے لیے توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا جب تک موت اس کی سانس کی نالی تک نہیں پہنچے گی۔ وہ جب بھی مجھے پکاریں گے میں ان کو جواب دوں گا۔ وہ مجھ سے سوال نہیں کریں گے مگر میں انہیں عطا کروں گا۔ وہ مجھ سے مغفرت طلب نہیں کریں گے مگر میں انہیں بخش دوں گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! شیطان انہیں عصا، تلوار اور چھڑی سے نہیں مارتا اور نہ ہی انہیں کسی چیز پر مجبور کرسکتا ہے۔ اس کی طرف سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

صرف دھوکہ اور آرزوئیں ہوتی ہیں۔ ابلیس لوگوں کو ان چیزوں کی طرف دعوت دیتا ہے تو وہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آزمائش اس لیے ہوتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کافر کون ہے، مومن کون ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾

"آپ فرمائیے (اے مشرکو!) تم پکار دیکھو جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود خیال کرتے ہو۔ یہ تو ذرہ برابر کے بھی مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کی عبادت کی ان کا کسی چیز میں کوئی مددگار نہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا فرشتوں میں سے کوئی مددگار نہیں۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْــَٔـلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔــلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

"اور نہ نفع دے گی سفارش اس کے ہاں مگر جس کے لیے اس نے اجازت دی ہو۔ یہاں تک کہ جب دور کر دی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دلوں سے تو پوچھتے ہیں کیا ارشاد فرمایا تمہارے رب نے۔ وہ کہتے ہیں اس نے حق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 107

marfat.com
Marfat.com

فرمایا ہے اور وہی بڑی شان والا، سب سے بڑا ہے۔ آپ فرمائیے کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے؟ خود ہی فرمائیے اللہ اور ہم یا تم (دونوں میں سے ایک) ہدایت پر ہے اور (دوسرا) کھلی گمراہی میں ہے۔ فرمائیے تم سے باز پرس نہیں ہوگی ان جرموں کی جو ہم نے کیے اور نہ ہم سے باز پرس ہوگی تمہارے کرتوتوں کی۔ فرمائیے ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا پھر وہ فیصلہ کرے گا ہمارے درمیان حق (وانصاف) کے ساتھ۔ وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے سب کچھ جاننے والا ہے۔ فرمائیے مجھے بھی دکھاؤ تو وہ شریک جنہیں تم نے اللہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ فقط وہی اللہ ہے جو زبردست بڑا دانا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فُزِّعَ کا معنی ہے خالی کر دیے گئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب جبار نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کا ارادہ کیا تو فرشتوں میں سے رسول کو بلایا تا کہ اس کے ساتھ وحی بھیجے۔ فرشتوں نے جبار کی آواز کو سنا کہ وہ وحی کے ساتھ متکلم ہے۔ جب ان کے دلوں سے حجاب اٹھا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا اس نے حق فرمایا۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حق ہی ارشاد فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا وحی کی آواز ایسی تھی جیسے پتھر پر لوہا مارا جائے تو اس کی آواز ہوتی ہے۔ جب انہوں نے آواز کو سنا تو سجدے میں گر گئے۔ جب انہوں نے سر اٹھایا تو کہا قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب وحی نازل ہوتی تو اس کی آواز ایسی تھی جیسے لوہے کو پتھر پر مارا جائے۔ تو آسمان والوں پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ تو فرشتوں نے کہا اس نے حق ارشاد فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ امر آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اس کی آواز آتی ہے جیسے زنجیر کو چٹان پر مارا جائے تو تمام آسمان والے خوفزدہ ہو جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دلائل میں حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت زہری رحمہ اللہ سے وہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے تو ایک ستارہ ٹوٹا تو روشنی ہوئی۔ پوچھا جب دور جاہلیت میں اس قسم کا واقعہ ہوتا تو تم کیا کہتے تھے؟ عرض کی ہم کہا کرتے تھے کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا یا کوئی عظیم آدمی فوت ہوا۔ فرمایا یہ کسی آدمی کے مرنے یا اس کے پیدا ہونے سے نہیں گرتا۔ بلکہ بات یہ ہے جب ہمارا رب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں پھر اس آسمان والے تسبیح بیان کرتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہیں۔ پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہوتے ہیں مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ تو وہ انہیں بتاتے ہیں۔ پھر ہر آسمان والے ساتھ والے آسمان والوں کو بتاتے ہیں یہاں تک کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے تو جن اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

بات کو اچکنا چاہتے ہیں تو انہیں شہاب ثاقب مارے جاتے ہیں۔ تو جو بات وہ اسی طرح بتاتے ہیں وہ حق ہوتی ہے لیکن وہ اپنی طرف سے اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں اور اس میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ معمر نے کہا میں نے زہری سے کہا کیا دور جاہلیت میں بھی اسی طرح مارا جاتا تھا؟ کہا ہاں کیا تو نے اس آیت کو نہیں دیکھا: وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ (الجن) کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو اس معاملہ کو سخت کر دیا گیا۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے عاجزی کرتے ہوئے اپنے پروں کو ہلاتے ہیں۔ گویا وہ پتھر پر زنجیر ہو۔ یہ چیز انہیں خوفزدہ کر دیتی ہے۔ اسے چوری چھپے سننے والے سنتے ہیں۔ چوری چھپے سننے والے اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے اسے بیان کیا۔ اپنی انگلیوں کو الگ الگ کیا۔ بعض کو بعض پر کھڑا کیا۔ وہ ایک بات سنتا اور اسے اپنے نیچے والے کی طرف القاء کرتا۔ پھر دوسرا اپنے نیچے والے کو القاء کرتا یہاں تک کہ وہ آخری جادوگر یا جن کی زبان پر القاء کرتا۔ بعض اوقات شہاب ثاقب اس کے القاء کرنے سے پہلے آلگتا۔ بعض اوقات وہ شہاب ثاقب لگنے سے پہلے القاء کر لیتا۔ ساتھ وہ سو جھوٹ بولتا تو کہا جاتا کیا اس نے ہمیں فلاں دن یہ یہ نہیں کہا۔ اس نے جو حکم آسمان سے سنا ہوتا اس میں اس کی تصدیق کی جاتی۔(2)

امام ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امر کے بارے میں وحی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا تکلم فرماتا ہے جو وحی کا تکلم فرماتا ہے تو آسمان میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے زلزلہ برپا ہو جاتا ہے۔ جب اس آسمانوں والے سنتے ہیں تو ان پر غشی طاری ہوتی ہے اور سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرئیل امین سر اٹھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے مطابق اس سے وحی کا کلام فرماتا ہے۔ حضرت جبرئیل امین اسے لے کر فرشتوں کے پاس سے گزرتے ہیں۔ جب بھی ایک آسمان والوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اس آسمان کے فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ تو جبرئیل امین کہتے ہیں حق فرمایا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ تو سب وہی بات کرتے ہیں جو جبرئیل امین نے کہا جبرئیل اس وحی کو وہاں تک پہنچاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں پہنچانے کا حکم دیا ہوتا۔(3)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فُرِّغَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ پڑھا ہے یعنی راء اور غین کے ساتھ۔(4)

امام بیہقی، ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 75 (3224)، دار الفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 1736 (4424)، دار ابن کثیر دمشق
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 272 (2979)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ جنوں کی جماعت میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ ہے جہاں بیٹھ کر وہ وحی سنتے ہیں۔ جب وحی نازل ہوتی تو اس کی آواز یوں سنائی دیتی کہ زنجیر کو چٹان پر مارا جائے۔ آسمان والوں پر یہ نازل نہ ہوتی مگر ان پر غشی طاری ہوتی۔ اگر وحی ان چیزوں میں سے کسی کے بارے میں ہوتی جو غیب، موت اور زمین میں واقع ہونے والے دوسرے واقعات کے بارے میں ہوتی تو وہ اس کے بارے میں گفتگو کرتے وہ کہتے فلاں فلاں واقعہ ہوگا۔ شیاطین نے ان کو سن لیا اور اسے اپنے دوستوں تک پہنچایا۔ وہ کہتے ہیں یہ سال ایسا ہوگا یہ سال ایسا ہوگا۔ جن انہیں سن لیتے ہیں اس کے بارے میں کاہنوں کو اطلاع کرتے ہیں اور کاہن اس بارے میں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ یہ ہوگا وہ اس خبر کو اسی طرح پاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو ان شیطانوں کو انہیں ستاروں کے ساتھ مارا گیا۔ جب جنوں نے عربوں کو آسمان کی خبریں نہ بتائیں۔ تو عربوں نے کہا آسمان والا مر گیا ہے تو اونٹوں والا ہر روز ایک اونٹ ذبح کرنے لگا۔ گائیوں والا ہر روز ایک گائے ذبح کرنے لگا۔ اور بکریوں والا ہر روز ایک بکری ذبح کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ جلدی جلدی اپنا مال ضائع کرنے لگے۔ ثقیف نے کہا جن کے پاس سب سے زیادہ اموال تھے۔ اے لوگو! اپنے مال اپنے پاس رکو آسمان والا فوت نہیں ہوا۔ یہاں کوئی انتشار نظر نہیں آرہا۔ کیا تم ستاروں کی نشانیاں اسی طرح نہیں دیکھتے جیسے پہلے تھیں۔ سورج، چاند، ستارے، رات اور دن اسی طرح ہیں۔ ابلیس نے کہا آج زمین میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ ہر علاقہ کی زمین میرے پاس لے آؤ۔ وہ اس کے پاس لے آئے۔ وہ مٹی کو (باری باری) سونگھنے لگا۔ جب اس نے مکہ مکرمہ کی مٹی کو سونگھا۔ کہا یہاں سے معاملہ منتشر ہوا ہے۔ انہوں نے چھان بین کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔ (1)

ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو دنیا کے آسمان والے گھنٹی کی آواز سنتے ہیں جیسے چٹان پر زنجیر کو گھسیٹا جا رہا ہو تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ اسی طرح رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل امین ان کے پاس آتے ہیں۔ جب جبرئیل امین ان کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اے جبرئیل ہمارے رب نے کیا کہا تو وہ کہتا ہے حق فرمایا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ تکلم فرماتا ہے تو آسمانوں والے ایک گھنٹی کی آواز سنتے ہیں جیسے چٹان پر زنجیر کو گھسیٹا جائے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ اسی طرح رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں۔ جب جبریل علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اے جبرئیل! ہمارے رب نے کیا کہا تو وہ کہتا ہے حق فرمایا۔ تو سب حق حق پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جبرئیل امین وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو حضرت جبرئیل امین کے اترنے کی وجہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، ابواب الکہانۃ، جلد 2، صفحہ 240، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 109

marfat.com
Marfat.com

سے آسمان والوں پر خوف طاری ہو جاتا تو وہ وحی کی آواز ایسے سنتے جو اس لوہے کی آواز سے بھی شدید ہوتی جو لوہا سخت چٹان پر پڑے۔ حضرت جبرئیل امین جب بھی کسی آسمان والے کے پاس سے گزرتے وہ کہتے اے جبرئیل! تجھے کس چیز کا حکم دیا گیا؟ تو حضرت جبرئیل امین جواب دیتے نُوْرُ الْعِزَّةِ الْعَظِيْمِ كَلَامُ اللّٰهِ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ اللہ جل شانہ کا عظیم نور اللہ کا کلام عربی زبان میں (نازل کرنے کا حکم دیا گیا ہے)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل امین کی طرف وحی فرماتا ہے تو فرشتے خوف زدہ ہو جاتے ہیں کہ کہیں قیامت برپا کرنے کا حکم نہ ہو۔ جب یہ خوف ان کے دلوں سے دور ہوتا ہے اور انہیں علم ہوتا ہے کہ یہ قیامت کا حکم نہیں تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب کا کیا حکم ہے۔ وہ کہتے ہیں حق ہے۔

امام ابو نصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرئیل امین کو دیکھا اور اس نے گمان کیا کہ حضرت اسرافیل عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا قدم ساتویں آسمان میں اور الواح اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جب عرش والا کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر کو سخت چٹان پر گھسیٹا جا رہا ہو تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ جب وہ اٹھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا تو حضرت جبرئیل امین کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ اور کلبی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے: دونوں نے کہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان فترۃ الوحی کا دور تھا۔ تو وحی اس طرح نازل ہوتی جیسے لوہے کی آواز ہوا کرتی ہے۔ فرشتے اس وجہ سے گھبرا گئے۔ جب خوف ان کے دلوں سے دور ہوا تو اس وقت انہوں نے پوچھا تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا: کہا حق فرمایا۔ وہ بلند اور کبیر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود نے گمان کیا کہ وہ فرشتے جو اہل زمین کے پاس آتے رہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں بھیجتا ہے تو وہ لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ وہ اترے تو انہوں نے بڑی سخت آواز سنی تو ان سے نیچے والے فرشتے گمان کرتے ہیں کہ یہ قیامت کا حکم ہے۔ وہ سجدے میں گر جاتے ہیں۔ یہی صورتحال ان تمام فرشتوں کی ہوتی ہے جن کے پاس سے بھی وہ گزرتے ہیں۔ وہ یہ اپنے رب کے خوف کی وجہ سے کرتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو آسمان، زمین اور پہاڑ کانپ اٹھتے ہیں۔ تمام فرشتے سجدے میں گر جاتے ہیں۔ جن یہ گمان کرتے ہیں کہ امر کا فیصلہ ہو چکا۔ تو چوری کرنے والے چوری کی خواہش کرتے ہیں۔ جب فیصلہ ہو چکتا ہے تو فرشتے اپنے سر اٹھاتے ہیں۔ اس آیت سے یہی مراد ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اس آیت حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کی قرأت کرتے پھر اس کی یوں تفسیر بیان کرتے کہ جب خوف ان کے دلوں سے دور ہوتا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 64 (2460)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 111

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھتے فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ تو کہا جو اس میں شک اور تکذیب تھی وہ ان کے دلوں سے دور ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جب شیطان ان کے دلوں سے دور ہوگیا ان سے، انہیں جو آرزوئیں دلاتا تھا اور انہیں جو گمراہ کرتا تھا، سے الگ ہوگیا تو اس وقت انہوں نے کہا قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ کہا یہ موت کے وقت بنی آدم میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اس وقت اقرار کیا جب اقرار انہیں کچھ نفع نہیں دیتا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ پردہ قیامت کے روز ان سے دور کیا جائے گا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور ضحاک رحمہما اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اس آیت حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کی قرأت کرتے تو کہتے ان کے دلوں سے جب اسے دور کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا آپ اس آیت کو کیسے پڑھتے ہیں حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یا اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ؟ تو محمد بن سیرین نے جواب دیا اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کیونکہ حضرت حسن بصری اپنی رائے سے بعض باتیں کرتے، میں ایسی باتیں کرنے سے ڈرتا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے اِذَا فُزِّعَ یہ عین اور زاء مشدد کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں سے پوچھے تو اس نے پوچھا قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اس آیت وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے ہم ہدایت پر ہیں اور تم واضح گمراہی میں ہو۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے مشرکین سے کہی تھی اللہ کی قسم! ہم اور تم ایک جیسے نہیں دونوں جماعتوں میں سے ایک ہدایت یافتہ ہے۔ اور يَفْتَحُ کا معنی ہے وہ فیصلہ فرماتا ہے۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَفْتَحُ سے مراد قاضی ہے۔ (4)

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۸ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۹ قُلْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 112
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 114

marfat.com
Marfat.com

لَكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ فرمائیے (اے منکرو!) تمہارے لیے وعدہ کا دن مقرر ہے، نہ تم اس سے ایک لحہ پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ (ایک لحہ) آگے بڑھ سکو گے''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کا یہ معنی نقل کیا ہے تمام لوگ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کا معنی سب لوگ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو عرب اور عجم کی طرف مبعوث کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز وہ لوگ ہیں جو ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ اطاعت گزار ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میں تمام لوگوں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں جبکہ نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ میری امت کے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا جبکہ میری امت سے قبل کسی امت پر بھی غنیمت کا مال حلال نہیں تھا۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔ مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔ میں نے اسے اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں، مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ مجھے تمام لوگوں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا جبکہ نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ میری مدد رعب سے کی گئی، میرا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے مجھ سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ مجھے غنیمت کا مال کھلایا گیا (میرے لیے غنیمت حلال کی گئی)، میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔ مجھے شفاعت کا حق دیا گیا جسے میں نے اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے ان شاء اللہ میری شفاعت ہر اس آدمی تک پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٣﴾

"کفار (اب تو) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ کاش! تم (وہ منظر) دیکھو جب یہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے روبرو اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کہیں گے وہ لوگ جو (دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے ان سے جو بڑے بنا کرتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان دار ہوتے۔ جواب دیں گے متکبر ان کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت (قبول کرنے) سے جب (نور ہدایت) تمہارے پاس آیا تھا۔ درحقیقت تم خود مجرم تھے۔ کہیں گے وہ کمزور لوگ ان مغروروں سے (یوں نہیں) بلکہ تمہارے شب و روز کے مکر و فریب نے ہمیں ہدایت سے باز رکھا جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کو ماننے سے انکار کر دیں اور (بتوں کو) ان کا ہمسر بنائیں۔ اور دل ہی دل میں پچھتائیں گے جب دیکھیں گے عذاب کو اور ہم ڈال دیں گے طوق ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا (خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے) کیا انہیں بدلہ دیا جائے گا بجز اس کے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قول عرب کے مشرکوں کا ہے جنہوں نے قرآن کا انکار کیا۔ بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد کتب اور انبیاء ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد تورات اور انجیل ہے۔ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد پیروکار ہیں۔ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا سے مراد قائدین ہیں۔ بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات دن کے آگے پیچھے آنے نے تمہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ رات اور دن میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بلکہ دن اور رات کے ساتھ تمہیں دھوکہ میں ڈالا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ بلکہ اس نے تمہیں دھوکہ میں ڈالا ان چیزوں کے ساتھ جو دن اور رات میں ہوتی ہیں۔ اے قوم کے سردارو! یہاں تک کہ تم نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور کر دیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں نہ کوئی گھر ہوگا، نہ غار ہوگی، نہ طوق ہوگا، نہ بیڑی ہوگی اور نہ زنجیر ہوگی مگر جس جہنمی کی یہ چیزیں ہوں گی اس کا ان پر نام لکھا ہوگا۔ ابوسلیمان دارانی نے اسے بیان کیا روئے پھر کہا اس آدمی کا کیا حال ہوگا جس پر یہ تمام چیزیں جمع کر دی جائیں گی۔ بیڑیاں اس کے قدموں میں، طوق اس کے ہاتھوں میں، زنجیر اس کی گردن میں ہوگی۔ پھر اسے گھر میں اور غار میں داخل کر دیا جائے گا۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر یہ کہ (برملا) کہہ دیا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے ہم اس (دین) کا جو دے کر تم بھیجے گئے ہو انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے (تم کون ہو ہمیں ڈرانے والے) ہمارا مال بھی (تم سے) زیادہ ہے اور اولاد بھی اور ہمیں عذاب نہیں دیا جا سکتا۔ آپ فرمایئے بے شک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان حکمتوں کو) نہیں مانتے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک تھے۔ ان میں سے ایک ساحل کی طرف نکل گیا جبکہ دوسرا اپنے گھر میں رہا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ساحل کی طرف جانے والے نے اپنے ساتھی کو لکھا کہ اس نبی کا کیا بنا؟ اس کے ساتھی نے اسے لکھا کہ اس نبی کی اتباع قریش میں سے کسی نے نہیں کی مگر لوگوں میں سے جو بے بس اور مسکین لوگ تھے۔ انہوں نے اس کی پیروی کی ہے۔ اس نے تجارت چھوڑی اور اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس سے کہا میری اس کی طرف راہنمائی کرو۔ وہ خود کتابیں پڑھتا تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا کس کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا فلاں فلاں چیز کی طرف۔ اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پوچھا تجھے اس کا کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 65 (2424)، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 117

marfat.com
Marfat.com

کوئی نبی مبعوث نہیں کیا گیا مگر اس کی اتباع کمزور اور مسکین لوگوں نے کی تو یہ آیت وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ نازل فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ جو بات تو نے کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ۔ مُتْرَفُوْهَاۤ سے مراد جابر، رئیس، شرکاء اور برائی کے قائد ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُتْرَفُوْهَاۤ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کے جابر۔

وَ مَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا٘ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝۳۷ وَ الَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىِٕكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۳۸

''اور (یاد رکھو) نہ تمہارے اموال اور نہ ہی تمہاری اولاد ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخش دیں، مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا (اسے ہی ہمارا قرب نصیب ہوگا) پس یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا صلہ ہے ان کے عملوں کا اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے رہیں گے۔ اور جو لوگ کوشاں ہیں ہماری آیتوں کی تکذیب میں تاکہ ہمیں ہرا دیں وہی لوگ عذاب میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عِنْدَنَا زُلْفٰۤی کا یہ معنی نقل کیا ہے: ہمارے نزدیک قرب کا باعث نہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: لوگوں کا اندازہ مال کی زیادتی اور اولاد کی زیادتی سے نہ لگاؤ، بے شک کافر کو بھی مال دیا جاتا ہے اور بعض اوقات مومن سے یہ روک دیا جاتا ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے اے اللہ! مجھے ایمان اور عمل کا رزق عطا فرما مال اور اولاد سے دور رکھ۔ میں نے تیرا ارشاد سنا ہے وَ مَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی

امام احمد، امام مسلم اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک عمل کے بدلے میں دس نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک کے بدلے میں سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 11

3۔ ایضاً 4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 539، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب سے یہ روایت نقل کی ہے: جب مومن غنی اور متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو دفعہ اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی کہا کہ نیکی کو کئی گنا کر دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے ظاہر، اندر سے اور اندر، ظاہر سے نظر آتے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا: یہ کن کے لیے ہیں؟ فرمایا جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے، رات کو نماز پڑھے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔(2)

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

"آپ فرمایئے بیشک میرا پروردگار کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور جو تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ کے بارے میں پوچھا گیا: کیا یہاں خرچ کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے فرمایا نہیں بلکہ آدمی کا اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا ہے۔

سعید بن منصور، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو آدمی فضول خرچی اور بخل کے بغیر خرچ کرتا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم اپنے گھر والوں پر اسراف اور بخل کے بغیر خرچ کرتے ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس انفاق سے مراد اسراف اور بخل کے بغیر خرچ کرنا ہے۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہو تو وہ میانہ روی اختیار کرے۔ اس آیت میں تاویل نہ کرے کیونکہ رزق تقسیم کیا جا چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں ممکن ہے اس کا رزق تھوڑا ہو جبکہ وہ اس پر خوشحال کا رزق خرچ کر رہا ہو۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 52، دار رضا
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 30 (33972)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقۃ، جلد 5، صفحہ 251 (6549)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (6554)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو بدل ہوتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان اپنا تمام مال خیر کے راستہ میں خرچ کر دیتا ہے، اسے اس مال کا بدل نہیں ملتا یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے۔ اس کی مثل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود:6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جانور کو جو رزق دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات اسے رزق عطا نہیں فرماتا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جو بھی مال خرچ کرتا ہے تو اس کا بدل عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ مگر وہ مال جو عمارت بنانے اور نافرمانی میں خرچ کیا جائے۔ (1)

امام ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے، انسان اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرتا ہے، اس کے بدلے میں اس کے حق میں صدقہ لکھ لیا جاتا ہے۔ جس مال کو خرچ کر کے وہ اپنی عزت بچاتا ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے حق میں صدقہ لکھ لیتا ہے۔ یہ نفقہ جسے مومن خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا بدل لازم ہے مگر وہ نفقہ جو معصیت میں کیا جائے یا عمارت بنانے پر صرف کیا جائے۔ ابن منکدر سے پوچھا گیا: یہ جو فرمایا گیا کہ انسان نے جس کے بدلہ میں اپنی عزت بچائی اس کے بدلہ میں اس کے لیے صدقہ لکھ لیا جاتا ہے؟ کہا جو وہ شاعر اور متقی صاحب زبان کو عطا کرے۔ (2)

امام ابویعلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! تمہارے اس زمانے کے بعد کاٹنے والا زمانہ آئے گا۔ خوشحال کو اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہوگا انفاق کا ڈر کاٹے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ۔ (3)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انسان! تو خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ہر دن میں نحوست ہوتی ہے، اس دن کی نحوست کو صدقہ سے دور کرو۔ پھر فرمایا بدل کے مواقع پڑھا کرو کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ جب تم خرچ نہیں کرو گے تو کیسے اس کا بدل ملے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نوادر الاصول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے

1۔ شعب الایمان، باب فی ذم النسیان، جلد 7، صفحہ 392 (10712)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، فصل فی الاعتذار، جلد 3، صفحہ 264 (3496) 3۔ مسند ابویعلی بحوالہ تفسیر ابن کثیر، جلد 6، صفحہ 2896، دار ابن حزم

4۔ صحیح بخاری، باب النفقات، جلد 5، صفحہ 5037، دار ابن کثیر دمشق

marfat.com
Marfat.com

ہیں کہ آسمان سے مدد مشقت کے حساب سے ہی نازل ہوتی ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میرے عمامہ کی جانب کو پکڑ لیا۔ پھر فرمایا اے زبیر! میں تیری طرف خاص طور پر اور لوگوں کی طرف عام طور پر اللہ کا پیغام لانے والا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا کہتا ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جب تیرا رب اپنے عرش پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی مخلوق کو دیکھا، فرمایا: میرے بندو! تم میری مخلوق ہو اور میں تمہارا رب ہوں، تمہارے رزق میرے ہاتھ میں ہیں، میں نے تمہیں جن چیزوں کا مکلف بنایا ہے اس میں نہ تھکتے رہو۔ مجھ سے اپنے رزق طلب کرو۔ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا ارشاد فرماتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مال خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا، وسعت پیدا کر، میں تم پر وسعت پیدا کروں گا، تنگی نہ کرو ورنہ میں تجھ پر تنگی کردوں گا۔ اصرار نہ کرو ورنہ میں تجھ سے اصرار کروں گا۔ غمگین نہ ہو ورنہ تجھ پر غم لازم کردوں گا۔ رزق کا دروازہ سات آسمانوں کے اوپر سے کھلا ہوا ہے۔ عرش کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ وہ دن کو بند کیا جاتا ہے اور نہ رات کو۔ اللہ تعالیٰ اس دروازے سے ہر انسان پر رزق اس کی نیت، عطیہ، صدقہ اور نفقہ کے حساب سے نازل فرماتا ہے۔ جو آدمی اس میں اضافہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس میں اضافہ کر دیتا ہے اور جو آدمی اس میں کمی کرتا ہے اللہ اس کے لیے کمی کر دیتا ہے۔ جو روک لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رزق کو روک لیتا ہے۔ اے زبیر! خود بھی کھاؤ لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ مشکیزے کا منہ بند نہ کرو ورنہ تجھ پر اس کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ تو شمار نہ کرو ورنہ تجھ پر بھی گنتی کی جائے گی۔ بخل نہ کرو ورنہ تجھ پر بخل کیا جائے گا۔ مقروض پر سختی نہ کرو ورنہ تجھ پر سختی کی جائے گی۔ اے زبیر! اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے اور جو شک کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ اے زبیر! اللہ تعالیٰ سخاوت کو پسند فرماتا ہے اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کی ہو، شجاعت کو پسند فرماتا ہے اگر چہ اس کا اظہار بچھو یا سانپ کو مارنے کی صورت میں ہو۔ اے زبیر! بڑی مصیبت پر صبر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور شہوات کے غلبہ کے وقت کامل یقین اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، شبہات کے نزول کے وقت کامل عقل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، حرام اور خبیث چیزوں کے وقت سچا تقویٰ پسند ہے۔ اے زبیر! بھائیوں کی تعظیم کرو، نیک لوگوں کی تکریم کرو، اخیار کی توقیر کرو۔ پڑوسیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ فاجروں کے ساتھ نہ چلو۔ جس نے ایسا کیا وہ حساب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھے تاکید حکم تھا اور میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝٤٠ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝٤١ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 113، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۗ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا
رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَاۤ
اِلَّاۤ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۗ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ
هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٣﴾ وَمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَاۤ
اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا
بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٥﴾

"اور جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کیا کرتے تھے۔ فرشتے عرض کریں گے تو پاک ہے ہر شرک سے، ہمارا مالک تو ہے ہمارا ان سے کیا واسطہ۔ بلکہ یہ تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر ان پر ایمان رکھتے تھے۔ پس آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نہ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ نقصان کی۔ اور ہم کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا تھا کہ چکھو آتش (جہنم) کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں ہماری آیتیں درآنحالیکہ وہ بالکل واضح ہیں کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص جس نے ارادہ کرلیا ہے کہ روک دے تمہیں ان (معبودوں) سے جن کی تمہارے باپ دادا پوجا کیا کرتے تھے۔ نیز کہتے ہیں نہیں ہے یہ قرآن مگر جھوٹ گھڑا ہوا۔ اور کفار کہتے ہیں حق کے بارے میں جب وہ ان کے پاس آیا کہ نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا کھلا۔ اور نہ ہی ہم نے انہیں کوئی کتابیں دیں جن کا یہ مطالعہ کرتے ہوں اور نہ ہی ہم نے بھیجا ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا۔ اور (انبیاء کی) تکذیب کی جو ان سے پہلے گزرے اور یہ (کفار مکہ) نہیں پہنچے دسویں حصہ کو بھی جو (قوت، دبدبہ) ہم نے ان کو دیا تھا۔ پس جب انہوں نے جھٹلایا میرے رسولوں کو تو کتنا ہولناک تھا میرا عذاب"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ استفہام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (المائدہ:116)(1)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد سے بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی کہ جسے وہ پڑھتے ہوں کہ وہ یہ جان لیں کہ جو پیغام حق آپ لائے ہیں وہ حق ہے یا باطل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَدْرُسُوْنَهَا کا معنی ہے وہ اسے پڑھتے ہیں۔ آیت وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ یہ اس آیت وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ (فاطر) کے مناقض نہیں بلکہ بات یہ ہے جب بھی کوئی نبی اس دنیا سے چلا جاتا تو بعد والے لوگ اسی کے احکامات کی پیروی کرتے رہتے یہاں تک کہ دوسرا نبی آجاتا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا میں وہ اس قدرت تک نہ پہنچے جو ہم نے ان کو عطا کی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: پہلے زمانے وَمَا بَلَغُوْا یعنی جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کا انکار کیا وہ اس قوت، عزت، دنیا اور اموال تک نہ پہنچے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو جو قوت اور دوسری شانیں دی تھیں وہ تمہیں عطا نہیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا جبکہ وہ زیادہ طاقتور اور شان وشوکت والے تھے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾

"(اے حبیب!) آپ (انہیں) فرمائیے میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں (یہ تو مان لو) تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو یا اکیلے اکیلے پھر خوب سوچو (تمہیں ماننا پڑے گا) تمہارے اس رفیق میں جنوں کا شائبہ تک نہیں ہے نہیں ہے وہ مگر بروقت خبردار کرنے والا تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ مَثْنٰى وَفُرَادٰى یعنی دو دو اور ایک ایک۔(3)

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں تمہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی نصیحت کرتا ہوں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی کی نصیحت کرتا ہوں۔ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ کا معنی یہاں پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ (النساء:135)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 123,154، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 123

3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 124

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کی ہے: ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ یا اکیلے کھڑا ہو، پھر وہ سوچ و بچار کرے کہ کیا اس ذات میں کوئی جنون ہے تو وہ کہے گا اس میں کوئی جنون نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: مجھے تین ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جیسی مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں، اس میں فخر نہیں کر رہا۔ میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں جبکہ جو انبیاء مجھ سے پہلے تھے ان کے لیے غنیمتیں حلال نہیں کی گئیں، وہ اپنی غنیمتیں جمع کرتے اور انہیں جلا دیتے۔ مجھے ہر احمر و اسود کی طرف مبعوث کیا گیا ہے جبکہ ہر نبی کو اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ میرے لیے زمین مسجد اور طہارت عطا کرنے والی بنا دی گئی، میں اس مٹی سے تیمم کرتا ہوں اور اس میں نماز پڑھتا ہوں جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور مجھے ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا یُعِیْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ وَ اِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ﴿۵۰﴾

"فرمائیے (لوگو!) جو معاوضہ میں نے تم سے مانگا ہے وہ تم اپنے پاس رکھو۔ میری (دلسوزیوں) کا اجر تو (میرے) اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ فرمائیے بیشک میرا رب (باطل پر) حق سے ضرب لگاتا ہے، وہ سب غیبوں کو جاننے والا ہے۔ (اے محبوب!) اعلان کر دیجئے حق آ گیا اور باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔ فرمائیے (تمہارے گمان کے مطابق) اگر میں بہک گیا ہوں تو اس کا وبال میری جان پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو (محض) اس وحی کے باعث جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے۔ بیشک وہ سب کچھ سننے والا بالکل نزدیک ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اجر سے مراد انعام ہے۔ یعنی میں تم سے اسلام پر کوئی انعام نہیں مانگتا ہے۔ شیطان نہ تو ابتدا میں پیدا کرتا ہے اور نہ ہی جب انسان ہلاک ہوتا ہے تو اسے دوبارہ لوٹاتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یَقْذِفُ بِالْحَقِّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ وحی نازل فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 26-125، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حق سے مراد قرآن ہے۔ وَ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا یُعِیْدُ یعنی شیطان نہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے اور نہ ہی اسے دوبارہ اٹھاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ کا معنی ہے مجھے میری خیانت پر پکڑا جائے گا۔

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۵۱﴾

"کاش! تم دیکھو جب یہ گھبرائے ہوں گے، بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی سے پکڑ لیے جائیں گے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے دنیا میں موت کے وقت فرشتوں کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو دیکھا تو گھبرا گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَ اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۲﴾ (سبا) کہا اب ان کے ایمان لانے کی کوئی راہ نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔(فلما راؤا باسنا قالوا آمنا باللہ وحدہ وقد کفروا بہ من قبل)(غافر:84) یعنی انہیں ایمان لانے کی طرف دعوت دی جاتی ہے جبکہ وہ خوشحال تھے تو وہ ایمان نہ لائے وَ یَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی وہ ظن وتخمین کی باتیں کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کوئی جنت، جہنم اور دوبارہ اٹھنا نہیں وَ حِیْلَ بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خواہش کی کہ کاش وہ عمل کرتے تو ان کے اور اس خواہش کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کاش! آپ انہیں اس وقت دیکھتے جب وہ قیامت کے دن خوفزدہ ہوں گے۔ فَلَا فَوْتَ وہ اپنے رب کی گرفت سے باہر نہیں جا سکیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے کاش! آپ انہیں اس وقت دیکھتے جب وہ چیخ سے خوفزدہ ہوتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب غزوۂ بدر ہوا ان کی گردنیں اڑائی گئیں۔ تو انہوں نے عذاب کو دیکھ لیا۔ تو وہ نہ عذاب سے بھاگ سکے اور نہ توبہ کی طرف لوٹ سکے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ غزوۂ بدر کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے مشرک ہیں۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67-66، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 128
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 127

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سفیانی کا لشکر ہے۔ پوچھا کہاں سے اسے پکڑا گیا؟ فرمایا قدموں کے نیچے سے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ایسی قوم ہے جنہیں زمین میں دھنسا دیا گیا۔ انہیں قدموں کے نیچے سے پکڑا گیا تھا۔

ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ مدینہ طیبہ کی طرف آئیں گے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرئیل امین کو ان کی طرف بھیجے گا۔ حضرت جبرئیل امین انہیں پاؤں کی ایک ضرب لگائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ لشکر ہے جنہیں بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسایا جائے گا۔ ان میں سے ایک آدمی باقی بچے گا جو دوسرے لوگوں کو بتائے گا کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو معقل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل ہے کہ انہیں پکڑا گیا اور چھوڑا نہ گیا۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت نفیرہ رحمہ اللہ سے جو قعقاع بن ابی حدرہ کی بیوی تھی، سے روایت نقل کی ہے: وہ کہتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم یہ سنو کہ ایک لشکر زمین میں دھنسا دیا گیا تو قیامت قریب آ گئی۔

امام احمد، امام مسلم اور امام حاکم حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس گھر کا ایک لشکر قصد کرے گا۔ وہ اس پر حملہ آور ہوں گے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو ان کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ تو پہلے حصہ والے آخری حصہ والوں کو بلائیں گے۔ پھر ان سب کو ایک ہی بار زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان سے کوئی بھی نہیں بچے گا مگر الگ تھلگ رہنے والا جو ان کے بارے میں خبر دے گا۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مشرق کی جانب سے ایک لشکر آئے گا۔ وہ مکہ کے ایک آدمی کا قصد کر رہے ہوں گے، یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جو ان کے آگے ہوگا وہ لوٹے گا تا کہ دیکھے کہ قوم کا کیا بنا۔ تو انہیں بھی وہ مصیبت آجائے گی جو انہیں پہنچی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! جو مجبوراً اس لشکر میں شامل ہوا اس کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا سب کو یہ مصیبت پہنچے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس کی نیت کے مطابق اٹھائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت صفیہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس گھر کے غزوہ سے نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ان پر ایک لشکر حملہ آور ہوگا۔ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 127 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 55 (34173)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 476 (8322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ان کا پہلا اور آخری زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان کا درمیانی بھی نجات نہیں پائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! جسے مجبوراً اس میں شامل کیا گیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح اٹھائے گا جو ان کے دلوں میں تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک پناہ لینے والا حرم میں پناہ لے گا۔ تو اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کا کیا حال ہوگا جسے مجبوراً لشکر میں شامل کیا گیا تھا؟ فرمایا اسے بھی ان کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے روز اسے اس کی نیت پر اٹھایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے: میری امت کا ایک آدمی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لے گا جن کی تعداد بدریوں جتنی ہوگی۔ اس کے پاس عراق کی جماعتیں اور شام کے ابدال آئیں گے اور شام کی طرف سے ایک لشکر بھی ان کی طرف آئے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ (بیداء کے مقام پر) ہونگے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر اس کی طرف قریش کا ایک آدمی جائے گا جس کے ننہال بنو کلب سے ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں شکست دے دے گا۔ یہ بات کہی جاتی تھی اس روز وہ آدمی خائب و خاسر ہوگا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی محروم ہے جو بنو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ اگر اس کا حصہ ایک رسی ہی کیوں نہ ہو۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ان کی عورتیں دمشق کی سیڑھیوں پر بیچی جائیں گی یہاں تک کہ ایک عورت کو اس لیے واپس کر دیا جائے گا کہ اس کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہوگی۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: بیت اللہ شریف پر حملہ کرنے سے لشکر نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذی قعدہ میں قبائل باہم جنگ کریں گے۔ اس سال حاجیوں کو لوٹا دیا جائے گا۔ منیٰ میں جنگ کا میدان ہوگا یہاں تک کہ حاجیوں کا امام بھاگ جائے گا۔ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی جبکہ وہ ناپسند کر رہا ہوگا۔ اس کی بیعت بدری صحابہ کی تعداد کرے گی۔ جس سے آسمان اور زمین کے رہنے والے راضی ہوں گے۔(5)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 475 (8321)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 612 (12397)، دار الفکر بیروت 3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 478 (8329)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 476 (8323) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 549 (8537)

marfat.com
Marfat.com

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی دمشق کے زیریں علاقے سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائے گا۔ اس کی زیادہ تر بیعت کرنے والے بنوکلب ہوں گے۔ وہ قتل کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا۔ وہ بچوں کو بھی قتل کرے گا۔ ان کے لیے بنوقیس لشکر جمع کریں گے تو وہ لشکر بنوقیس کو بھی قتل کر دے گا۔ یہاں تک کہ کوئی جگہ محفوظ نہ رہے گی۔

میرے خاندان کا ایک آدمی نکلے گا جو سفیانی تک پہنچے گا۔ وہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجے گا۔ وہ انہیں شکست دے گا۔ سفیانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی طرف چلے گا۔ یہاں تک کہ جب بیداء کے مقام پر پہنچے گا تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان میں سے مخبر کے سوا کوئی بھی نہیں بچے گا۔(1)

حاکم نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں سات فتنوں سے ڈراتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ کی طرف سے، ایک فتنہ مکہ مکرمہ کی طرف سے، ایک فتنہ یمن کی طرف سے، ایک فتنہ شام کی طرف، ایک فتنہ مشرق کی طرف سے اور ایک فتنہ مغرب کی طرف سے آئے گا۔ شام کے بطن سے اٹھنے والا فتنہ ہی سفیانی کا فتنہ ہے۔ حضرت ابن مسعود نے کہا تم میں سے کوئی ایسا ہوگا جو پہلے فتنے کو پائے گا اور اس امت میں ایسا فرد ہوگا جو آخری فتنہ پائے گا۔ ولید بن عیاش (2) نے کہا مدینہ کا فتنہ تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی وجہ سے پیدا ہوا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی وجہ سے ہوا، شام کا فتنہ بنوامیہ کی وجہ سے ہوا اور مشرق کا فتنہ ان کی طرف سے ہوگا۔(3)

وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَ اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾

''اس وقت کہیں گے ہم ایمان لے آئے ان پر لیکن اب کیونکر وہ پا سکتے ہیں ایمان کو اتنی دور جگہ سے۔ حالانکہ وہ کفر کرتے رہے ان سے اس سے پہلے اور دور سے بن دیکھے یا وہ گوئیاں کرتے رہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اٰمَنَّا بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور التَّنَاوُشُ کا معنی پکڑنا ہے۔ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان۔ وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنی دنیا میں وہ یہ کہتے وہ جادوگر ہے بلکہ وہ کاہن ہے بلکہ وہ شاعر ہے بلکہ وہ جھوٹا ہے۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے التَّنَاوُشُ کا معنی رد کرنا لوٹانا نقل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 565 (8586)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ یہ ایک رائے کا اظہار تو ہے مگر سابقہ روایات اس سے متضاد ہیں۔ کیونکہ اس میں سفیانی کا ذکر ہے جس کا لشکر زمین میں دھنسایا جائے گا۔ (مترجم)

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 515 (8447) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 129,33، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ آخرت سے دنیا تک۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ کا معنی ہے ان کالوٹانا کیسے ممکن ہے۔ مِنۡ مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ وہ لوٹانے کا سوال کرتے ہیں جبکہ اس وقت لوٹانا کیسے ممکن ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا التَّنَاوُشُ کیا ہے؟ فرمایا کسی چیز کو پکڑنا جبکہ یہ اس کا وقت نہ ہو۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی توبہ نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے التَّنَاوُشُ کو الف ممدودہ اور ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَقۡذِفُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ کا معنی ہے: وہ گمان کرتے ہیں وہ دنیا میں آخرت کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے، نہ دوبارہ اٹھانا ہے نہ جنت ہے اور نہ دوزخ۔(4)

وَحِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ۗ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا فِىۡ شَكٍّ مُّرِيۡبٍ ۝٥٤

"اور رکاوٹ کھڑی کردی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جو وہ دل سے چاہتے ہوں گے جیسے ان کے ہم منصب لوگوں کے ساتھ پہلے کیا گیا تھا۔ وہ ایسے شک میں مبتلا تھے جو دوسروں کو بھی شک میں ڈالنے والا تھا"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَحِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے اور ایمان کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مَا يَشۡتَهُوۡنَ سے مراد مال، اولاد، شان و شوکت اور اہل و عیال ہیں۔ كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ یعنی جیسے ان سے پہلے کفار کے ساتھ کیا۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا يَشۡتَهُوۡنَ سے مراد توبہ ہے۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی بڑا مالدار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 32-131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 131
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 133
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 35-134
7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 439 (7199)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

تھا۔ اس کا ایک نالائق بیٹا اس کا وارث بن گیا۔ وہ اپنے باپ کے مال سے اللہ کی نافرمانیاں کرتا۔ جب اس کے چچوں نے یہ دیکھا تو اس نوجوان کے پاس آئے، اسے لعن طعن کیا نوجوان پریشان ہو گیا۔ اس نے خاموشی سے اپنی جائیداد بیچ ڈالی۔ پھر وہاں سے کوچ کر گیا۔ وہ ایک چشمہ کے پاس آیا جو اس کے سامنے تھا۔ اپنا مال مویشی وہاں چھوڑا، ایک محل بنایا۔ اس اثنا میں کہ ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا کہ ہوا اس کے پاس چادر میں لپیٹے۔ ایک عورت لائی جسکا چہرہ بڑا خوبصورت اور جس کی خوشبو بڑی عمدہ تھی۔ اس عورت نے پوچھا اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی ہوں۔ اس عورت نے پوچھا یہ مال تیرا ہے اور یہ محل بھی تیرا ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا ہاں۔ اس عورت نے پوچھا کیا تیری کوئی بیوی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس عورت نے کہا جب تیری بیوی کوئی نہیں تو تیری زندگی کیسے خوشگوار گزرتی ہوگی؟ اس نے کہا بات تو ایسے ہی ہے۔ مرد نے پوچھا کیا تیرا کوئی خاوند ہے؟ عورت نے جواب دیا نہیں۔ مرد نے پوچھا کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ میں تجھ سے شادی کرلوں؟ عورت نے کہا میں تجھ سے ایک میل کی مسافت پر رہتی ہوں۔ جب کل کا دن آئے تو ایک دن کا زادراہ لینا اور میرے پاس آجانا اگرچہ راستے میں تو کوئی خوف دیکھے۔ مرد نے کہا ٹھیک ہے۔ عورت نے کہا تجھ پر کوئی حرج نہیں۔ وہ تجھے کوئی خوفزدہ نہیں کرے گا۔

جب اگلا دن آیا، اس نے ایک دن کا زادراہ لیا اور محل کی طرف چل دیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی طرف ایک نوجوان نکلا جو بہت خوبصورت چہرے والا اور عمدہ خوشبو والا تھا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے! تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں اسرائیلی ہوں۔ اس نے پوچھا تجھے کیا کام ہے؟ اس اسرائیلی نے جواب دیا اس محل کی مالکہ نے مجھے بلایا ہے۔ اس نے کہا تو نے سچ کہا کیا تو نے راستہ میں کوئی خوفناک چیز پائی ہے؟ اسرائیلی نے جواب دیا ہاں۔ اگر اس عورت نے مجھے نہ بتایا ہوتا کہ گھبرانا نہ تو جو کچھ میں نے دیکھا وہ مجھے خوفزدہ کر دیتا۔ میں آیا یہاں تک کہ جب مجھ پر راستہ کھلا۔ تو اچانک میں ایک کتیا کے پاس پہنچا جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھی۔ میں گھبرایا، میں اچھلا تو میں اس کے پیچھے تھا کہ اس کا پلا اس کے سینے پر چڑھ گیا اور اس کا گلا کاٹنے لگا۔ دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا تو اس کو نہیں پائے گا۔ یہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ ایک نوجوان بوڑھوں کے پاس بیٹھے گا تو ان کی مجلس پر غالب آجائے گا اور ان کی بات کو قابو کرلے گا۔ پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے ایک راستہ کھلا وہاں سو بکریاں جمع ہیں۔ ان میں سے ایک میمنہ ہے جو ان کا دودھ پی رہا ہے۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو اس نے گمان کیا کہ یہ کسی چیز کو نہیں چھوڑے گا۔ اس نے منہ کھولا ہوا ہے اور زیادتی کی خواہش کرتا ہے۔ دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا تو اسے نہیں پائے گا۔ یہ آخر زمانہ میں بادشاہ ہوگا جو تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔ کہا پھر میں آگے بڑھا۔ میرے لیے راستہ کھلا تو میں ایک درخت کے پاس تھا۔ اس درخت کی ایک سرسبز وشاداب ٹہنی نے مجھے خوش کر دیا۔ تو میں نے اس آدمی کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس کے پاس درانتی تھی جو اسے بھی کاٹ رہا تھا جس تک وہ پہنچتا تھا اور اسے بھی کاٹ رہا تھا جس تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ اس سے کہا کاش! تو صرف اس شاخ کو کاٹتا جہاں تک تیرا ہاتھ پہنچتا ہے اور جہاں تک تیرا ہاتھ نہیں پہنچتا اس کو چھوڑ دیتا اس درانتی والے نے کہا۔ جا جا تو مکلف نہ بن۔ اس کی خبر تم تک پہنچے گی۔ اس نے اسے

marfat.com
Marfat.com

کاٹ دیا مجھے ایک اور درخت نے آواز دی اے اللہ کے بندے! مجھ سے لو۔ اس نے کہا تو اس کو پکڑنے والا نہیں، یہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ ایک آدمی ایک عورت کو دعوت نکاح دے گا تو اسے دس بیس عورتیں اپنی طرف دعوت دیں گی۔

کہا پھر میں آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا، کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک آدمی کے پاس ہوں جو ہر ایک انسان کے لیے پانی بھر رہا ہے۔ جب لوگ چلے جاتے ہیں تو وہ اپنے گھڑے میں پانی ڈالتا ہے۔ تو اس کے گھڑے میں کوئی پانی نہیں ہوتا۔ کہا تو اس کو پانے والا نہیں یہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ قاضی لوگوں کو علم سکھائے گا۔ پھر نافرمانی کے کام کر کے ان کی مخالفت کرے گا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا۔ اچانک میں ایک آدمی کے پاس ہوتا ہوں جو ایک کنویں پر پانی بھر رہا ہے۔ جب بھی وہ کوئی ڈول نکالتا ہے تو اسے حوض میں ڈال دیتا ہے۔ پانی پھر کنویں میں چلا جاتا ہے کہا یہ آدمی ہے جس کے اعمال صالحہ کو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا ہے قبول نہیں کیا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ مجھ پر راستہ کھلتا ہے۔ پھر میں ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہوں جو بیج بو رہا ہے۔ پھر اسے کاٹتا ہے تو وہ عمدہ گندم ہوتی ہے۔ اس نے کہا یہ وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ نے جس کے اچھے اعمال کو قبول کر لیا ہے اور انہیں بڑھا دیا ہے۔

پھر میں آگے بڑھا کہ مجھ پر راستہ کھل جاتا ہے کہ میں ایک بکری کے پاس ہوتا ہوں۔ وہاں ایک قوم ہے جنہوں نے اس بکری کے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔ ایک آدمی نے اس کے سینگ پکڑ رکھے ہیں۔ ایک آدمی نے اس کی دم پکڑی ہوئی ہے۔ ایک آدمی اس پر سوار ہے۔ ایک آدمی اس کا دودھ دوہ رہا ہے محل کے دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا بکری دنیا ہے جنہوں نے اس کے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔ وہ اس کے بالا خانے سے گرتے ہیں جس نے اس کے سینگ پکڑ رکھے ہیں۔ وہ تنگ زندگی بسر کرتا ہے جس نے اس کی دم پکڑی ہوئی ہے۔ دنیا اسے پیچھے چھوڑ آئی ہے جو اس پر سوار ہے۔ اس نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے جو اس کا دودھ دوہ رہا ہے اس کے لیے آفرین ہے وہ آدمی اسے لے گیا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا تو میں ایک آدمی کے پاس پہنچا جو اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! میرے قریب ہو میرا ہاتھ پکڑ۔ اللہ کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے میں نہیں بیٹھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ دوڑنے لگا یہاں تک کہ میں نے اسے نہ دیکھا نوجوان نے اسے کہا یہ تیری عمر ہے جو ختم ہو چکی ہے اور کہا میں ملک الموت ہوں، میں ہی وہ عورت ہوں جو تیرے پاس آئی تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے تیری روح قبض کرنے کا مجھے حکم دیا پھر میں تجھے جہنم کی طرف لے جاؤں گا۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ موفقیات میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پردے فاش نہ کرو۔ بنو اسرائیل میں ایک آدمی تھا۔ اس کی ایک بیوی تھی۔ جب وہ اپنے خاوند کے سامنے کھانا پیش کرتی۔

marfat.com
Marfat.com

پھر اس کے سر پر کھڑی ہو جاتی پھر کہتی اللہ تعالیٰ اس عورت کا پردہ فاش کرے جو عدم موجودگی میں خاوند سے خیانت کرتی ہے۔ ایک روز اس کی طرف مچھلی بھیجی گئی پھر وہ خاوند کے سر پر کھڑی ہوئی اور کہا اللہ تعالیٰ اس عورت کا پردہ فاش کرے جو خاوند کی عدم موجودگی میں اس سے خیانت کرتی ہے۔ مچھلی نے قہقہہ لگایا اور پیالے سے نیچے آگری۔ پھر مرد نے اس سے کہا اپنی بات دہرا اس نے بات دہرائی۔ تو مچھلی نے قہقہہ لگایا اور پیالے سے نیچے آگری۔ اس نے یہ عمل تین بار کیا۔ ہر بار مچھلی قہقہہ لگاتی تھی اور پھڑکتی اور دستر خوان سے نیچے آگرتی۔

وہ آدمی بنی اسرائیل کے ایک عالم کے پاس آیا، اسے بتایا اس عالم نے کہا جا اپنے رب کا ذکر کر، کھانا کھا اور شیطان کو دور بھگا۔ ایک فتنہ پرور آدمی نے اسے کہا اس کے بیٹے کے پاس جا کیونکہ وہ اس سے بھی زیادہ عالم ہے۔ وہ آدمی گیا، اس کو سب کچھ بتایا۔ اس عالم نے کہا میرے پاس اس کو لے آ جو تیرے گھر میں ہے جس کی شرمگاہ کو تو نے نہیں دیکھا۔ وہ اس کے پاس انہیں لے آیا۔ اس نے ان کے چہروں کو دیکھا۔ پھر کہا اس حبشیہ سے پردہ ہٹاؤ تو اس نے اس سے پردہ ہٹایا۔ تو وہ نوجوان کے بازو کی طرح تھا۔ اس نے کہا اس سے اس عورت کو یہ مچھلی ملی۔ اس نوجوان کا عالم باپ مر گیا۔ اس کے پردہ فاش کرنے سے اس کا پردہ فاش ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ بنو اسرائیل اس کے پاس آئے، کہا تجھ پر افسوس! تو ہم سے بڑا عالم اور امین تھا۔ جب انہوں نے اس نوجوان سے زیادہ باتیں کیں تو وہ ان کے پاس سے بھاگ گیا یہاں تک کہ بلقاء کے علاقہ میں بنی اسرائیل کے آخری بستی میں ڈیرہ جما لیا۔ اس کے پاس ایک خوبصورت عورت فتویٰ لینے آئی۔ اس عالم نے اس سے کہا کیا تیرے لیے یہ ممکن نہیں کہ تو مجھے اپنے اوپر قدرت دے اور میں تجھے ایک سو دینار دوں؟ اس عورت نے کہا کیا اس سے بہتر کی تو خواہش رکھتا ہے۔ تو میرے گھر آ اور مجھ سے شادی کر لے۔ میں ہمیشہ کے لیے تیرے لیے حلال ہو جاؤں گی۔ اس عالم نے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟ اس عورت نے پتہ بتایا۔ وہ رات اس عالم پر بڑی خوشگوار گزری۔

وہ عالم گیا، اچانک وہ ایک کتیا کے پاس پہنچتا ہے جو بھونک رہی ہے۔ اس کے پیٹ میں اس کے بچے ہیں۔ اس نے کہا یہ کتنی عجیب بات ہے۔ اس کو کہا گیا آگے چلا جا۔ تو مکلف نہیں۔ ایسی خبر تجھ تک آ پہنچے گی۔ وہ چلا گیا۔ اچانک وہ ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو پتھر اٹھا رہا ہے۔ جب بھی وہ بوجھل ہوتا ہے اور پتھر اس سے گر پڑتا ہے۔ تو وہ آدمی اس پر مزید اضافہ کر لیتا ہے۔ اس عالم نے اس آدمی سے کہا عجیب بات ہے تو اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر اس پر اضافہ کیے جا رہا ہے اس پتھر اٹھانے والے آدمی نے کہا تو چلا جا تو مکلف نہیں، اس کی خبر تجھے مل جائے گی۔ وہ آدمی چلا جاتا ہے کہ اچانک ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو ایک کنویں سے پانی بھر رہا ہے اور کنویں کے پہلو میں ایک حوض میں پانی انڈیلے جا رہا ہے۔ حوض میں ایک سوراخ ہے وہ پانی پھر کنویں میں چلا جاتا ہے۔ اس عالم نے اسے کہا اگر تو پتھر رکھ لیتا اور پانی کو روک لیتا۔ تو اس آدمی نے کہا تو چلا جا، تو اس بات کا مکلف نہیں ہے، اس کی خبر تجھے مل جائے گی۔ وہ آدمی چلا گیا کہ اچانک وہ ایک ہرنی کے پاس پہنچتا ہے۔ ایک آدمی اس پر سوار ہے، ایک آدمی اس کو دوہ رہا ہے۔ ایک آدمی اس کے سینگ پکڑے ہوئے ہے اور کچھ لوگ اس کی ٹانگیں پکڑے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یہ کتنی عجیب بات ہے۔ اسے کہا گیا تو چلا جا تو مکلف نہیں ہے، اس کی

marfat.com
Marfat.com

خبر تجھے پہنچ جائے گی۔ وہ آدمی چلا گیا۔ اچانک وہ عالم ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو زمین میں بیج بو رہا ہے۔ وہ زمین پر نہیں گرتا کہ وہ اگ آتا ہے۔

وہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس محل تک جا پہنچتا ہے جس کا اس عورت نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس کے سامنے نہر ہے۔ ایک آدمی چارپائی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس عالم نے اس آدمی سے پوچھا اس محل تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟ میں نے اس رات بڑے عجائب دیکھے ہیں۔ اس آدمی نے پوچھا وہ کیا تھے؟ تو اس نے کتیا کا ذکر کیا۔ تو اس آدمی نے جواب دیا ایک زمانہ آئے گا جب چھوٹے بڑوں پر کمینے شرفاء پر اور بے وقوف حلیم پر جھپٹیں گے۔ اس عالم نے چارپائی پر بیٹھے آدمی کے سامنے پتھر اٹھانے والے کا ذکر کیا۔ اس آدمی نے جواب دیا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، ایک آدمی کے پاس امانت ہوگی، وہ اس کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا مگر زیادہ امانتیں لے لے گا۔ اس نے پانی نکالنے والے کا ذکر کیا۔ تو اس نے جواب دیا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرے گا، اس کے دین، شرافت اور جمال کی وجہ سے شادی نہیں کرے گا بلکہ وہ اس عورت کے مال کا خواہش مند ہوگا جبکہ وہ عورت بچہ بھی نہ جنے گی تو اس کی ہر چیز اس میں لوٹ آئے گی۔ اس عالم نے ہرنی کا ذکر کیا تو آدمی نے بتایا وہ دنیا ہے، اس پر سوار بادشاہ ہے، دودھ دوہنے والا اچھی زندگی گزار رہا ہے۔ جو اس کے سینگ پکڑے ہوئے ہے وہ تنگ دست ہے۔ جو اس کی دم پکڑے ہوئے ہے اس کے پاس قوت لایموت روزی ہوتی ہے۔ جو اس کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں وہ ذلیل لوگ ہیں۔ اس نے بیج کا ذکر کیا تو اس آدمی نے بتایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا پتہ ہی نہیں چلے گا کب شادی ہوئی اور کب بچہ پیدا ہوا اور کب بالغ ہوا۔ اس اسرائیلی نے اس آدمی کا ذکر کیا جو فصل کاٹ رہا تھا تو چارپائی پر بیٹھنے والے آدمی نے کہا وہ ملک الموت ہے جو چھوٹے بڑے کو کاٹتا ہے۔ میں وہی ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ میں تیری روح انتہائی بری حالت میں قبض کروں۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس آیت کی تلاوت نہیں کی مگر اس میں شراب کی ٹھنڈک کو پایا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ٹھنڈا پانی پیا اور رونے لگے۔ ان سے عرض کی گئی تجھے کیا چیز رلاتی ہے؟ تو انہوں نے کہا مجھے کتاب اللہ میں سے ایک آیت یاد آئی ہے وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ مجھے پتا چلا کہ جہنمی صرف ٹھنڈے پانی کی خواہش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا ذکر کیا اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ (الاعراف: 50)(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ شک اور ریب سے بچو کیونکہ جو آدمی حالت شک میں فوت ہوا اسے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا اور جسے حالت یقین پر موت آئی اسے یقین پر اٹھایا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

تمت بالخیر۔ 25 جولائی بروز جمعۃ المبارک

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 149 (4614)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com